ارشاد عرشی ملک
تیرے در کے فقیر ہیں مولا
سرورق ڈیزائننگ: راشدہ کرن خان

تیرے در کے فقیر ہیں مولا

سنہ ۲۰۰۱ء

ارشاد عرشی ملک

اسلام آباد پاکستان

انتساب

حضرت مسیح موعودؑ کے نام

جن کی تحریروں نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی

’’چاٹ‘‘

ڈالی۔اور عشقِ الٰہی کے اظہار کا سلیقہ سکھایا

کٹھن یہ راہ اِس میں جان و دل کو کھونا پڑتا ہے
یہاں اشکوں کی قیمت ہے، یہاں بس رونا پڑتا ہے
مسلسل گریہ زاری پھول و پھل لاتی ہے پھر عرشی
جو ہو جائے کسی کا اس کو اُس کا ہونا پڑتا ہے

ارشاد عرشی ملک

مجموعہ کلام: تیرے در کے فقیر ہیں مولا

شاعرہ: ارشادعرشی ملک

طبعِ اول: ۲۰۰۱ء

تعداد: ۵۰۰

طبعِ دوم: ۲۰۰۲ء

تعداد: ۵۰۰

ناشر: لجنہ اِماءاللہ اسلام آباد، پاکستان

پتہ برائے رابطہ:

House NO 189

Street No 18

F-10/2 Islamabad

PAKISTAN

E.mail; arshimalik50@hotmail.com

PH NO; 051 2298056

عرضِ حال

نظموں کا یہ مجموعہ ''تیرے در کے فقیر ہیں مولا'' جو آپ کے ہاتھوں میں ہے کسی منظّم کوشش اور خواہش کے تحت نہیں لکھا گیا۔ میں نے بس مختلف اوقات میں خود پر وارد ہونے والی کیفیات کو اشعار میں ڈھال دیا ہے۔ ان کیفیات سے یقیناً آپ بھی گذرے ہوں گے۔ اس لئے اگر ان نظموں کو پڑھتے وقت ان میں آپ کو اپنے ہی دل کی کیفیت کا احساس ہو تو میں سمجھوں گی کہ میں خود پر گذرنے والی واردات آپ تک منتقل کرنے میں کامیاب ہو سکی ہوں، اور میرے اور آپ کے درمیان ایک سچا رشتہ قائم ہو گیا ہے کیونکہ مشترکہ درد کا رشتہ ہی سچا رشتہ ہوتا ہے۔

یہ میرا پہلا مجموعہِ کلام ہے۔ شعر تو میں اس زمانے سے کہتی ہوں جب میں چھٹی ساتویں جماعت کی طالبہ تھی لیکن ۱۹۸۰ سے لے کر تقریباً ۱۹۹۹ تک اس شغل میں ایک طویل وقفہ آ گیا۔

خاکسار کی شاعری ایک خودرو پودے کی طرح اگتی اور بڑھتی رہی اسے کبھی کسی استاد کے ہاتھ کی کانٹ چھانٹ میسر نہیں آئی اس لئے میری بہت سی کوتاہیاں اور کمزوریاں یقیناً آپ کی طبیعت پر بوجھ بنیں گی۔ اس کے لئے میں پہلے سے معافی کی خواستگار ہوں۔

یہاں میں مکرم حنیف محمود صاحب مربی سلسلہِ احمدیہ کی بھی بہت مشکور ہوں جن کی اِیما اور تحریک پر لجنہ اِما اللہ اسلام آباد نے شعبہِ اشاعت کی طرف بھی قدم بڑھایا۔ مربی صاحب موصوف نے ہر موقع پر میری راہنمائی کی اور کتاب کی پروف ریڈنگ اور پریس سے متعلقہ امور کے سلسلے میں جو محنت اور دردسری کی اللہ تعالیٰ انہیں اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔

ارشاد عرشی ملک

۳۰ مئی ۲۰۰۱

(اہم نوٹ)

ناچیز کا یہ پہلا شعری مجموعہ ۲۰۰۱ء میں شائع ہوا۔تو میں اس کی ایک کاپی میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمتِ اقدس میں بھی ارسال کی۔ جسے حضورؒ نے بہت پسند فرمایا اور ناچیز کی حوصلہ افزائی کے لئے ایک خط لکھا۔جو درجِ ذیل ہے

۲۰۰۱-۱۲-۱۶

پیاری عزیزہ عرشی ملک صاحبہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کی نظموں کی کتاب ’’تیرے در کے فقیر ہیں مولا‘‘ تحفتاً ملی تھی ۔ بہت ہی گہرا کلام ہے اور بہت سے شعروں پر تو دل عش عش کر اٹھا۔

نظموں کا انداز سب دوسرے شعراء سے نرالا ہے۔اس کتاب سے مجھ پر یہ تاثر پڑتا ہے کہ کسی بُت کی بے وفائی نے آپ کو خدا دے دیا ہے۔اللہ تعالیٰ کی محبت میں گندھا ہوا کلام دل کی گہرائی سے نکلا ہے اور دل کی گہرائی پر اترا ہے۔ ماشاءاللہ

جزاکم اللہ واحسن الجزاء۔عید مبارک

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الرابع

میرے ناچیز تحفے کے جواب میں حضورؒ نے خاکسار کو اپنی کتاب ''کلامِ طاہر ارسال فرمائی۔جس پر اپنے دستِ مبارک سے لکھا چند لائینیں لکھیں جو مجھ کم مایہ کے لئے یقیناً ایک نایاب دولت ہیں۔

پیاری عزیزہ عرشی

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کا کلام پڑھ کر یہ حسرت دل سے اٹھتی ہے کہ کاش میرا کلام بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ کی محبت میں گُندھا ہوا ہوتا، جس طرح سے آپ کا ہے۔لیکن میں نے نہایت بے تکلفی سے جو کچھ دل میں تھا پیش کر دیا ہے۔اس میں اللہ کی حمد بھی ہے اور نعت بھی ہے۔مگر فضول شاعری بھی بہت سی ہے۔جس سے اُمید ہے کہ آپ درگذر فرمائیں گی۔

والسلام

خاکسار

۱۹_۱۲_۲۰۰۱

فہرستِ مضامین

نمبر شمار | فہرست | صفحہ نمبر

یہ اپنے در کی جو تو نے گدا گری دے دی

سکون چھین لیا اور بے کلی دے دی
جو دل کو دردِ محبت کی آنچ سی دے دی
گری پڑی تھی میں تو نے اٹھا لیا مجھ کو
اور اپنی ذات کی پہچان آپ ہی دے دی
میں روز و شب تری الفت کے گیت گاتی ہوں
کہ تو نے سُر بھی دیا لَے بھی اک نئی دے دی
تری عطا میں سخاوت بھی بے نیازی بھی
کہ آگ لینے کو نکلے پیمبری دے دی

خود اپنی یاد کے گھنگرو دلوں میں ٹانک دیئے
اداس لمحوں کو کیا خوب دل لگی دے دی
تری قسم مجھے بڑھ کر ہے شہنشاہی سے
یہ اپنے در کی جو تو نے گدا گری دے دی

....

میں تجھ کو ڈھونڈتی پھرتی تھی ایک مدت سے
ہے اتّفاق ترے گھر کا راستہ نہ ملا
تجھے تلاش کیا میں نے چاند تاروں میں
کہیں سے تیرے ٹھکانے کا کچھ پتہ نہ ملا
یہ تیرے بندے بھی اکثر غرض کے بندے ہیں
محبتیں تو بہت کیں مگر صلہ نہ ملا

ترے مسیحؑ کے صدقے مراد بر آئی
تو کیا ملا کہ مجھے گمشدہ خزانہ ملا

مری اداسی و بے چارگی پہ ترس کیا
مری بساط سے بڑھ کر مجھے خوشی دے دی
تری قسم مجھے بڑھ کر ہے شہنشاہی سے
یہ اپنے در کی جو تو نے گدا گری دے دی

....

مرا وجود تھا اک بے ثمر شجر کی طرح
تری نگاہ سے پُھوٹی ہیں کونپلیں کتنی
قدم قدم پہ مجھے راستہ دکھایا ہے
ترے کرم نے ہیں سلجھائیں اُلجھنیں کتنی
تری ہی چاہ میں خود کو بدل دیا میں نے
ترے ہی فضل سے چھوٹی ہیں عادتیں کتنی
نہ وہ مزاج اب اپنا نہ شوخیاں عرشیؔ
خیال و خواب ہوئیں ہیں نزاکتیں کتنی

میں غفلتوں میں گھری تھی کہ گویا مردہ تھی
مرے حبیب مجھے تو نے زندگی دے دی
تری قسم مجھے بڑھ کر ہے شہنشاہی سے
یہ اپنے در کی جو تو نے گدا گری دے دی

....

مجھے قبول کیا تیری دل نوازی نے
بڑا کرم ہے بڑا التفات ہے تیرا
ترے حصار میں آئی تو یہ کھلا مجھ پر

یہی تو تیری خوشی انبساط ہے تیرا
تُو سائبان کی صورت ہے گرم موسم میں
ہر ایک پل مرے ہاتھوں میں ہاتھ ہے تیرا
جو کائنات کو تھامے ہوئے ہے صدیوں سے
وہ ترا فضل ہے مالک ثبات ہے تیرا

تری گلی کے فقیروں کی خوب موجیں ہیں
کہ جس نے جو بھی کوئی چیز مانگ لی دے دی
تری قسم مجھے بڑھ کر ہے شہنشاہی سے
یہ اپنے در کی جو تو نے گدا گری دے دی

....

لبھا نہ پائی کوئی شئے ترے فقیروں کو
جو تجھ کو جان گیا بس ترا اسیر ہوا
ہر ایک شخص بھکاری ہے اور مفلس ہے
تُو ایک ہیرا جسے مل گیا امیر ہوا
جو تجھ کو دیکھ نہ پائے وہ کیا بصارت ہے
جسے ہوئی تری پہچان وہ بصیر ہوا
ترے وجود نے ہر شئے کو برکتیں بخشیں
جو چھو گیا تجھے ذرّہ وہی کثیر ہوا

میں صبح و شام تری یاد کے مزے لوٹوں
میں خوش نصیب ہوں تو نے یہ چاکری دے دی
تری قسم مجھے بڑھ کر ہے شہنشاہی سے
یہ اپنے در کی جو تو نے گدا گری دے دی

....

یہ شاعری کا جو دن رات سلسلہ رکھا
غموں کی بھاپ نکلنے کا راستہ رکھا
تری گلی ہی مرا آخری سہارا ہے
ترے سوا نہ کسی سے بھی رابطہ رکھا
خوشی کو چھوڑ کے میں نے غموں کو گود لیا
بڑی ہی چاہ سے ان کو سجا بنا رکھا
زباں سلی تو مرے آنسوؤں نے باتیں کیں
کسی بھی رنگ میں یوں خود کو باصدا رکھا

یہ آرزو ہے اسے آنسوؤں سے میں سینچوں
غموں کی شاخ جو تو نے ہری بھری دے دی
تری قسم مجھے بڑھ کر ہے شہنشاہی سے
یہ اپنے در کی جو تو نے گدا گری دے دی

....

مجھے اداس کیا اور کر دیا تنہا
پھر اپنی سمت بلایا پتہ دیا اپنا
میں گویا ڈوب رہی تھی جہا ں کی دلدل میں
تو رحم کھا کے مجھے ہاتھ دے دیا اپنا

کبھی تو زخم دیا اور دی کبھی مرہم
اور اتنا درد دیا میرا ظرف تھا جتنا
غرض بیان میں کیا کیا کروں کرم تیرے
تو غم گسار ہے اور غم گسار ہے سچا

سوال کرنے سے پہلے ہی التجاء سن لی

ہر ایک شئے جو مرے حسبِ حال تھی دے دی
تری قسم مجھے بڑھ کر ہے شہنشاہی سے
یہ اپنے در کی جو تو نے گدا گری دے دی

....

ہر ایک شخص کو دعویٰ یہاں بصیرت کا
مگر نظر میں بصارت کی روشنی بھی نہیں
امیرِ شہر کی مغروریوں کا کیا شکوہ
غریبِ شہر کے لہجے میں عاجزی بھی نہیں
سبھی دلوں میں کئی بت چھپائے بیٹھے ہیں
اگر چہ شہر میں شیوۂ ِ آزری بھی نہیں
میں اپنے زخمِ تمنا کا مول کیا پوچھوں
کہ شہر بھر میں کوئی ایک جوہری بھی نہیں

میں ایک ذرّہِ نا چیز تھی مرے مالک
تری نگاہ نے کچھ آب و تاب سی دے دی
تری قسم مجھے بڑھ کر ہے شہنشاہی سے
یہ اپنے در کی جو تو نے گدا گری دے دی

....

سبھی کو مجھ سے شکایات ہیں بجا عرشی
میں راہ و رسمِ محبت نبھا نہیں پاتی
میں اس جہان میں اک اجنبی مسافر ہوں
لگانا چاہوں بھی تو دل لگا نہیں پاتی
کوئی بھی شخص سمجھتا نہیں زباں میری
میں اپنا حال کسی کو بتا نہیں پاتی
ترے خیال نے جکڑا ہے اس طرح مجھ کو

کہ خواب میں بھی میں خود کو رہا نہیں پاتی

مرے نصیب میں لکھ دی جو عاشقی تو نے
زباں کو ذکر دیا آنکھ کو نمی دے دی
تری قسم مجھے بڑھ کر ہے شہنشاہی سے
یہ اپنے در کی جو تو نے گدا گری دے دی

....

فضول جھگڑوں میں پڑتے نہیں ہیں دیوانے
ترے فقیروں کو نام و نسب سے کیا لینا
ترے ہی درد کی ٹیسوں میں زندگی ان کی
کبھی تڑپنا کبھی درد کا مزہ لینا
مرے عزیزو مجھے میرے حال پر چھوڑو
تم اپنے سر پہ نہ ہرگز مری بلا لینا
جو چارہ گر ہے مرا خود مجھے سنبھالے گا
مجھے نہیں ہے کسی اور سے دوا لینا

ترا ہی پیار مرا سائبان ہے پیارے
بڑا کرم ہے کہ رہنے کو جھونپڑی دے دی
تری قسم مجھے بڑھ کر ہے شہنشاہی سے
یہ اپنے در کی جو تو نے گدا گری دے دی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تیرے در کے فقیر ہیں مولا

داستاں غم کی سُن سکو تو سنو اس میں مشکل مقام آتے ہیں
حسرت و یاس و درد کے جھکڑ ہر گھڑی صبح و شام آتے ہیں
خرمنِ دل تو جل چکا لیکن بجلیوں کے سلام آتے ہیں
غم سبھی مجھ سے بے تکلف ہیں بے کہے بے پیام آتے ہیں

ہم نے ان سارے مہمانوں کو محترم جان کر بٹھایا ہے
تیرے در کے فقیر ہیں مولا یہ ہی انداز ہم کو بھایا ہے

....

تشنگی بے شمار برسوں کی تو بجھا دے تو مہر بانی ہے
میں ہوں کیا اور کیا مری اوقات ایک بے کار سی کہانی ہے
میری ہر سوچ ہر تمنا پر تیری خاموش حکمرانی ہے
جیت ٹھکرا کے ہم نے مات چنی خوش دلی سے یہ ہار مانی ہے

اپنی ہستی ہی اک روکاوٹ تھی خود کو کھویا تو تجھ کو پایا ہے
تیرے در کے فقیر ہیں مولا یہ ہی انداز ہم کو بھایا ہے
زلزلوں نے جو پئے بہ پئے آئے میری بنیاد تک ہلا دی ہے
تجھ کو کھو کر میں ایک پل نہ جیوں میں نے خود کو یہ بدعا دی ہے
زخم سارے تجھے دکھائے ہیں میں نے ساری دُکاں سجا دی ہے
میرے بے چین و مضطرب دل نے لمحہ لمحہ تجھے صدا دی ہے

تیرے فضل و کرم کے طالب ہیں تیرا دروازہ کھٹکھٹایا ہے
تیرے در کے فقیر ہیں مولا یہ ہی انداز ہم کو بھایا ہے

....

رحمتِ بے کراں تری ہستی جُرم میرے نہ تولنا مولا
نام ستار ہے ترا مالک میرے پردے نہ کھولنا مولا
میرے آنسو قبول کر لینا دیکھ ان کو نہ رولنا مولا
بولتا ہے تو اپنے پیاروں سے اک دفعہ مجھ سے بول نا مولا

ہر صدا اب گراں گذرتی ہے کان تیری طرف لگایا ہے
تیرے در کے فقیر ہیں مولا یہ ہی انداز ہم کو بھایا ہے

....

اپنی ہر ہر سطر میں دل میرا تیرے احسان کا منادی ہے
میری تحریر کو کیا زندہ تو نے مجھ کو نئ جِلا دی ہے
تُو نے کیا خوب راز سمجھایا واہ کیا اوٹ سی بنا دی ہے
اوڑھ کر تیرا نام جب نکلے ہر فنا نے ہمیں بقا دی ہے

میں نے دنیا کی رونقوں سے پرے اپنا تنہا نگر بسایا ہے
تیرے در کے فقیر ہیں مولا یہ ہی انداز ہم کو بھایا ہے

....

سارے عقل وخرد کے سوداگر میری نادانیوں پہ ہنستے ہیں
ان کو سود و زیاں ہیں سب از بر ان کی بغلوں میں بھاری بستے ہیں
وہ ہیں آسودگی کے بیو پاری آہ و زاری کو ہم ترستے ہیں
ان کی منزل بہت جدا ہم سے اپنے رستے عجیب رستے ہیں

عیش سارے جہاں کے ٹھکرا کر ہم نے ڈیرہ یہاں لگایا ہے
تیرے در کے فقیر ہیں مولا یہ ہی انداز ہم کو بھایا ہے

....

تُو نہ جب زندگی میں شامل تھا ہائے وہ عمرِ رائگاں میری
جب تعارف نہ تھا مرا تجھ سے خود سے ہستی رہی نہاں میری

یونہی رسمی سا تذکرہ تیرا تب کیا کرتی تھی زباں میری
اور اب اہلِ درد سنتے ہیں شوق سے بیٹھ کر فغاں میری

ساری محفل مہک اٹھی لب پہ جب تیرا نام آیا ہے
تیرے در کے فقیر ہیں مولا یہ ہی انداز ہم کو بھایا ہے

....

تیرے فضل و کرم پہ نازاں ہیں تجھ پہ اپنی خوش اعتقادی ہے
تو نے ویران راہ گذر دل کی حسن و احسان سے سجا دی ہے
رحمتیں ہوں مسیحؑ دوراں پر کیسی آسان راہ سُجھا دی ہے
نر گدا ہم ہوئے ترے در کے ہم نے دھونی یہیں رما دی ہے

لاٹری میں نہیں نکلتا تو محنتوں سے تجھے کمایا ہے
تیرے در کے فقیر ہیں مولا یہ ہی انداز ہم کو بھایا ہے

....

جس نے دیکھی ہے اک جھلک تیری اس کو اپنی خبر نہیں کچھ بھی
اس کی نظروں میں دھول ہیں تارے اور شمس و قمر نہیں کچھ بھی
آج عزم ِسفر جو کر بیٹھے ان کی نظروں میں گھر نہیں کچھ بھی
اور بھی سینکڑوں ہیں دیوانے میں ہی اک در بدر نہیں کچھ بھی

اس کے قربان جاؤں میں عرشیؔ جس نے اس راہ پر لگایا ہے
تیرے در کے فقیر ہیں مولا یہ ہی انداز ہم کو بھایا ہے

☆☆☆☆

بس

اول ہے قرآن کی ''ب اور آخر ''س'' ہے گویا بس
گند ہمارے دل کا عرشیؔ ایک اِسی نے دھویا بس
رحمتِ ربی آگے بڑھ کر اس کو تھام لیا کرتی ہے
جس نے اس کو پڑھا سمجھا اور سمجھ کے رویا بس

ہم کب کے آئے بیٹھے ہیں

ارشادعرشی ملک اسلام آباد
arshimalik50@hotmail.com

یہ شام وسحر جو میرے مالک تیرے در کے پھیرے ہیں
یہ اِکا دکا چوٹ نہیں ہے دل کے درد گھنیرے ہیں
چہرے پہ بشاشت رسمی سی پر دل میں غم کے ڈیرے ہیں
یہ رازِ محبت کس سے کہیں مالک ہم بندے تیرے ہیں
سب زخم تجھے دکھلائیں گے اوروں سے چھپائے بیٹھے ہیں
اک نظرِ کرم اس سمت بھی ہو ہم کب کے آئے بیٹھے ہیں

....

جو عشق میں تیرے مٹ جائے جو آنسو بن کر بہتا ہو
اور طنز عزیزوں پیاروں کے جو چپکے چپکے سہتا ہو
جو تجھ سے باتیں کرتا ہو اور تجھ سے دل کی کہتا ہو
جو اپنے گھر کے اندر بھی پردیسی بن کر رہتا ہو
ہم ان دکھیوں کے ساتھ ہیں جو آہوں کو دبائے بیٹھے ہیں
اک نظرِ کرم اس سمت بھی ہو ہم کب کے آئے بیٹھے ہیں

....

اشکوں کے سیلاب کے آگے ہر پل روکیں دھرتے ہیں
خوش دِکھنے کا چہرے پر ہم رنگ و روغن کرتے ہیں
جیون کے بے معنی پن کو نظمیں لکھ لکھ بھرتے ہیں

عمر کی سولی پر لٹکے ہیں جیتے ہیں نہ مرتے ہیں
چاند ہیں پورن ماشی کے لیکن گہنائے بیٹھے ہیں
اک نظرِ کرم اس سمت بھی ہو ہم کب کے آئے بیٹھے ہیں
ہم مٹے ہوئے لوگوں میں ہیں بس ایک یہی پہچان بہت
ہم عاجز بھی ہیں بے کس بھی نہ آن بہت نہ شان بہت
ہم سارے صحیفے چھوڑ چکے بس ایک ہمیں قرآن بہت
ہم سب امیدیں توڑ چکے بس ایک تجھی پر مان بہت
اب دیکھ ہمیں رسوا نہ کر تجھ پر اترائے بیٹھے ہیں
اک نظرِ کرم اس سمت بھی ہو ہم کب کے آئے بیٹھے ہیں

....

دن رات مرے وحشی دل کو تیری چاہت تڑپاتی ہے
تیری قربت تڑپاتی ہے تیری فرقت تڑپاتی ہے
رات آنکھوں میں کٹ جاتی ہے تیری حسرت تڑپاتی ہے
دل شعلہ سا بن جاتا ہے اس کی حدّت تڑپاتی ہے
اس جلتے ہوئے انگارے کو سینے میں چھپائے بیٹھے ہیں
اک نظرِ کرم اس سمت بھی ہو ہم کب کے آئے بیٹھے ہیں

....

اک اک کر کے ڈوب گئے اُمید کے مدھم تارے جب
مرہم رکھنے سے دُکھتے تھے کچے زخم ہمارے تب
کلیاں پھول بچھائے ہم نے کپڑے بال سنوارے تب
تیری راہیں تکتے تکتے اک یُگ بیتا پیارے اب
دل کو آس کا لٹو دے کر ہم بہلائے بیٹھے ہیں
اک نظرِ کرم اس سمت بھی ہو ہم کب کے آئے بیٹھے ہیں

....

اک بار ہمیں تو مل تو سہی ہمیں تیری چاہت کافی ہے

دشمن ہو اگر ساری دنیا ہمیں تیری محبت کافی ہے
اک جھلک دکھا کر ہوش اڑا دیدار کی لذت کافی ہے
بہتے ہیں جو آنسو آنکھوں سے کہتے ہیں ندامت کافی ہے
نادم ہیں گناہوں پر اپنے تجھ سے شرمائے بیٹھے ہیں
اک نظرِ کرم اس سمت بھی ہو ہم کب کے آئے بیٹھے ہیں

....

دل کو جکڑے رکھتے ہیں یہ ریشم جیسے پھندے رے
سجدوں میں بھی بھول نہ پائیں پاپی جگ کے دھندے رے
اب تک دل سے میل نہ اتری ہم ہیں میلے گندے رے
حالانکہ دن رات چلے ہیں ہم پر آرے رندے رے
خالی ڈھول کی صورت اب ہم شور مچائے بیٹھے ہیں
اک نظرِ کرم اس سمت بھی ہو ہم کب کے آئے بیٹھے ہیں

....

اب دور نہ مجھ کو کر دینا دوری کی مجھے اب تاب نہیں
دل پاگل ہے اس پاگل کو اب یاد کوئی القاب نہیں
اخلاص ہی میرا سرمایہ یاں رسمیں اور آداب نہیں
دل مندر بھی ہے مسجد بھی یاں منبر اور محراب نہیں
سب عاشق تیرے عشق میں کیا کیا نام رکھائے بیٹھے ہیں
اک نظرِ کرم اس سمت بھی ہو ہم کب کے آئے بیٹھے ہیں

....

بے چین ہوں گویا برسوں سے میرے تن من میں ہلچل ہے
پاؤں میں سفر کا چکر ہے گو سامنے میرے منزل ہے
جو جتنا ٹوٹا پھوٹا ہو وہ ہی انسان مکمل ہے
روندے جو انا کو پیروں سے اس شخص کا عجز ہی کامل ہے
سو ہم اپنی خوداری کو اب آگ لگائے بیٹھے ہیں

اک نظرِ کرم اس سمت بھی ہو ہم کب کے آئے بیٹھے ہیں

....

گھپ اندھیرا زخمی پاؤں راہ میں ٹبے ٹوئے ہیں
اپنے ہاتھوں ہم نے اپنی راہ میں کانٹے بوئے ہیں
وقت گنوا کر ہم پچھتائے چپکے چپکے روے ہیں
اس رستے پر آنے والے آتے لوئے لوئے ہیں
رات گئے ہم آئے ہیں سو منہ کو چھپائے بیٹھے ہیں
اک نظرِ کرم اس سمت بھی ہو ہم کب کے آئے بیٹھے ہیں

....

تجھ بن جو سال گذارے ہیں وہ سال نہیں تقصیریں ہیں
جلدی میں بہت اب رہتے ہیں ہمیں یاد سبھی تاخیریں ہیں
دل تیری قید میں راضی ہے ان دیکھی سی زنجیریں ہیں
ارزاں نہ انہیں جانو عرشی یہ خوں سے لکھی تحریریں ہیں
ہم زخمی دل کے ہاتھوں میں اب قلم تھمائے بیٹھے ہیں
اک نظرِ کرم اس سمت بھی ہو ہم کب کے آئے بیٹھے ہیں

....

اب ٹوٹ چکے ہیں پر میرے کیا دنیا میں پرواز کروں
انجام ہوا جس قصے کا اب کیا اس کا آغاز کروں
دنیا کی رضا کی خاطر میں کیسے رب کو ناراض کروں
بس ایک مرا ہمراز بہت اب کس کس کو ہمراز کروں
دنیا میں بہت ہم گھل مل کر کافی پچھتائے بیٹھے ہیں
اک نظرِ کرم اس سمت بھی ہو ہم کب کے آئے بیٹھے ہیں

....

دنیا کا ہر روُپ چھلاوہ کچھ بھی ہاتھ نہ آئے رے
شام ڈھلے اس میلے میں ہم پھرتے ہیں گھبرائے رے

جیسے آس نراس میں بدلے پیا نہ لینے آئے رے
اک بدقسمت لڑکی جس کی ڈولی نہ اٹھ پائے رے
ہار سنگھار ہوا اب باسی ہم کملائے بیٹھے ہیں
اک نظرِ کرم اس سمت بھی ہو ہم کب کے آئے بیٹھے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہمارا قصور

قُرب جس کا ہے زندگی میری آج کچھ دور دور لگتا ہے
اُس کا ہر اک گلہ سر آنکھوں پر سب ہمارا قصور لگتا ہے
ایک مدت گزر گئی یونہی اور ہم کھل کے رو نہیں پائے
دودھ بننے میں خون کو عرشی وقت کچھ تو ضرور لگتا ہے

بول میں کہاں جاؤں

ارشاد عرشی ملک اسلام آباد

arshimalik50@hotmail.com

دل سدا کا تنہا ہے اور اداس رہتا ہے
غم ہی میرا ساتھی ہے آس پاس رہتا ہے
تیرے بن کہاں جینا دل کو راس رہتا ہے
کھو نہ دوں کہیں تجھ کو یہ ہراس رہتا ہے
کیسے میں جیوں تنہا کیسے دل کو بہلاؤں
تو جو بے رخی برتے بول میں کہاں جاؤں

....

بے بسی کے لمحوں میں تو ہی آسرا میرا
تو ہی میری طاقت ہے تو ہی حوصلہ میرا
تو ہی میری منزل ہے تو ہی راستہ میرا
تو ہی میرا سرمایہ تو ہی زادِ راہ میرا
میں تو جاگتے سوتے تیرے گیت ہی گاؤں
تو جو بے رخی برتے بول میں کہاں جاؤں

....

تو ہی میری منزل ہے اور ہمسفر میرا
تو ہی میرا ساتھی ہے اور راہبر میرا
تو مرا منافع بھی اور اصل زر میرا
موج مارتا ہے دل تیرے نام پر میرا
میں تو برسرِ محفل تیرے دم سے اتراؤں

تو جو بے رخی برتے بول میں کہاں جاؤں

....

ٹوٹے پھوٹے لوگوں کو اک ترا سہارا ہے
میں نے تیری چوکھٹ پر پاؤں کو پسارا ہے
عمرِ رائیگاں کا بس اتنا گوشوارہ ہے
تو نہ ہو اگر شامل سب کا سب خسارہ ہے
میں اگر تجھے بھولوں بھولتے ہی مر جاؤں
تو جو بے رخی برتے بول میں کہاں جاؤں

....

مال اور متاع میرا تو مرا خزانہ ہے
میرے زندہ رہنے کا تو ہی اک بہانہ ہے
میرے سارے جیون کا تو ہی تانا بانا ہے
میرے تیرے رشتے کا رنگ عاشقانہ ہے
تجھ سے کچھ گلا کر لوں جاں کی گر اماں پاؤں
تو جو بے رخی برتے بول میں کہاں جاؤں

....

اب نہیں رہیں دل میں کوئی حسرتیں باقی
نہ وہ آرزویں ہیں نا وہ خواہشیں باقی
مٹ گئی ہیں اب عرشی ساری صورتیں باقی
واحد و یگانہ تو تیری چاہتیں باقی
دھوپ زندگی میری اور تو گھنی چھاؤں
تو جو بے رخی برتے بول میں کہاں جاؤں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

روئے بہت

ارشادعرشی ملک اسلام آباد
arshimalik50@hotmail.com

خون رُلواتی رہی تیری طلب روئے بہت
یاد کر کر کے تجھے ہم آج شب روئے بہت

اتفاقاً ذکر اس محفل میں تیرا چھڑ گیا
ہم نہ قابو رکھ سکے اپنے پہ تب روئے بہت

ڈال لی جھولی گلے میں ہو گئے تیرے فقیر
بھول کر اے جان ہم نام ونسب روئے بہت

ان کی محفل کا تقاضا ہے رہے قائم وقار
دل ہے اکھڑ اور وحشی بے ادب روئے بہت

سانس جب اکھڑی تو اس کے بعد چین آیا انہیں
تیری فرقت میں مریضِ جاں بلب روئے بہت

اور بھی مجھ جیسے کتنے دل جلے محفل میں تھے
ایک دوجے سے چھپا کر حال سب روئے بہت

یاد بے حد و حساب آئی کل عمرِ رائیگاں

یاد جب آئے ہمیں اپنے کسب روئے بہت

اس کی درگہ میں پزیرائی دلِ مضطر کی ہے
جان کر یہ بات میرے چشم و لب روئے بہت

غم زدہ دل کو خوشی کوئی بھی راس آتی نہیں
ہم سے پاگل کل سرِ بزمِ طرب روئے بہت

آج برسوں بعد جب عرشی ہوئے وہ ملتفت
بے وجہ بھر آیا دل ہم بے سبب روئے بہت

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مال و زر اور حکومت نہیں دیکھی جاتی
عجز لے جا وہاں شوکت نہیں دیکھی جاتی
حسنِ نیّت پہ ہی سب حسنِ کرم کا ہے مدار
اس کے دربار میں صورت نہیں دیکھی جاتی

شربتِ عشق

ارشاد عرشی ملک

arshimalik50@hotmail.com

شربتِ عشق فقیروں کو پلایا کیا کیا
ہم کو مدہوش کیا تو نے خدایا کیا کیا

ہم اگر چاہیں بھی گنوانا تو گنوا نہ سکیں
ہم نے اس یار کو پانے سے ہے پایا کیا کیا

رحمتیں تجھ پہ خدا کی ہوں مسیحا میرے
ربِ کعبہ سے ہمیں تو نے ملایا کیا کیا

اُس کی رحمت کی قسم اس کی عنایت کی قسم
خوابِ غفلت سے مجھے اس نے جگایا کیا کیا

سرخ رو ہو نہ سکے جان بھی دے کر اپنی

قرض چاہت کا تری ہم نے چکایا کیا کیا

دل میں آباد رنگا رنگ صنم خانے تھے
ان کو توحید کے تیشے سے گرایا کیا کیا

آگ میں تپ کے یہ سونا کبھی کندن ہو گا
عشق میں ہم نے ترے خود کو تپایا کیا کیا

ہے عیاں تجھ پہ تو مالک مرا اندر باہر
مجھ پہ الزام لگے میرے خدایا کیا کیا

جب سے اس یار کے آنے کا سنا ہے چرچا
دلِ ویراں کو ہے چاؤ سے سجایا کیا کیا

اپنی گٹھری کو یہیں دیکھ پرکھ لے عرشیؔ
قبل اس کے کوئی پوچھے کہ کمایا کیا کیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چلیں زحمت ہی سہی

ارشاد عرشی ملک

arshimalik50@hotmail.com

آپ کے واسطے اس گھر کو سجا رکھا ہے
بوریا جھاڑ کے دوبارہ بچھا رکھا ہے
ایک گلدان میں اک پھول لگا رکھا ہے
اور کونے میں وہ مٹی کا دیا رکھا ہے

داد و تحسیں نہ سہی حرفِ ملامت ہی سہی
آپ آئیں مری خاطر چلیں زحمت ہی سہی

میں کہ کمزور بھی سادہ بھی گنہگار بھی ہوں
آپ کے دردِ محبت میں گرفتار بھی ہوں
آج نادم بھی ہوں افسردہ و بیمار بھی ہوں
آپ کی شفقتِ بے حد کی طلب گار بھی ہوں

مجھ سی ناداں کو کوئی حرفِ نصیحت ہی سہی
آپ آئیں مری خاطر چلیں زحمت ہی سہی

میں ہوں تنکے کی طرح آپ چٹاں کی مانند
آپ ملتے ہیں مجھے میرے گماں کی مانند
میری سانسوں میں چھپے بیٹھے ہیں جاں کی مانند
پیار کا سیلِ رواں آپ ہیں ماں کی مانند

ہم فقیروں پہ چلو نظرِ عنایت ہی سہی
آپ آئیں مری خاطر چلیں زحمت ہی سہی

آپ کی دید کے قابل مری حالت کب ہے
نام بدنام ہے اچھی مری شہرت کب ہے
آپ مصروف بہت آپ کو فرصت کب ہے
آپ کا ہجر میں جھیلوں مجھے طاقت کب ہے

رسمِ دنیا ہی سہی رسمِ مروت ہی سہی
آپ آئیں مری خاطر چلیں زحمت ہی سہی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آ کے بس ایک بار مِل جاؤ

ارشاد عرشی ملک

تیرے بن ہو گئے ہیں بے رونق میرے لیل و نہار مِل جاؤ
مہربانی ہے گر کرو پورے اپنے قول و قرار مِل جاؤ
جان و دل نقد پیش کر دیں گے ہم سے آ کر ادھار مِل جاؤ
حال بیمار کا نہیں اچھا خط کو اب سمجھو تار مِل جاؤ

قصہِ غم طویل ہے عرشی ہے یہی اختصار مِل جاؤ
بُجھ نہ جائیں یہ منتظر آنکھیں ، آ کے بس ایک بار مِل جاؤ

....

ٹال کر کام ساری دنیا کے تیری چوکھٹ پہ آکے بیٹھ گئے
ایسے پاؤں پسار کر بیٹھے گویا دھونی رما کے بیٹھ گئے
جلوہ گر شام کو وہ شائد ہو ہم علی الصبح آ کے بیٹھ گئے
عاجزی اس کے من کو بھاتی ہے جوتیوں میں سو جا کے بیٹھ گئے

گر چہ مفلس غریب ہیں پیارے پر نہیں بے وقار مل جاؤ
بُجھ نہ جائیں یہ منتظر آنکھیں ، آ کے بس ایک بار مِل جاؤ

....

تیری راہیں بڑی کٹھن مولا کون سی اس میں کہکشائیں ہیں
اس میں دار و رسن تو لازم ہیں خوں میں ڈوبی ہوئی قبائیں ہیں
ہم کہ خود سے لپٹ کے روتے ہیں یاد اپنی سبھی خطائیں ہیں
اپنے کاندھے پہ ہاتھ ہے اپنا اور اپنے گلے میں بانہیں ہیں

آج کل صبح و شام فرصت ہے ہے یہی کاروبار مل جاؤ
بُجھ نہ جائیں یہ منتظر آنکھیں ، آ کے بس ایک بار مِل جاؤ

....

منہ کھلے ہیں ترے خزانوں کے لُوٹنے کی کھلی اجازت ہے
زندگانی کا ایک اک لمحہ اب جو باقی رہا غنیمت ہے
عذر کوئی نہ چل سکے گا وہاں بس یہیں پر ہے جتنی مہلت ہے
زادِراہ اپنے پاس کچھ بھی نہیں ہم فقیروں کو بس ندامت ہے

میری حالت تو میرے چہرے سے خوب ہے آشکار مل جاؤ
بُجھ نہ جائیں یہ منتظر آنکھیں ، آ کے بس ایک بار مِل جاؤ

....

اب تو کچھ یاد بھی نہیں ہم کو کس قدر ماہ و سال بیت گئے
جب سے آیا ترا خیال ہمیں اور سارے خیال بیت گئے
اپنا اپنا کمال دکھلا کر سارے اہلِ کمال بیت گئے
تجھ سے تیرا سوال ہے پیارے اور سارے سوال بیت گئے

تیری نظرِ کرم کے بھوکے ہیں اے مرے شہر یار مل جاؤ
بُجھ نہ جائیں یہ منتظر آنکھیں ، آ کے بس ایک بار مِل جاؤ

....

اس کی ہر آن اِک نئی چھب ہے یہ جو ہستی کا کارخانہ ہے
آرہا ہے یہاں کوئی خوش خوش بے دلی سے کوئی روانہ ہے
یاں تو بقراط بھی ہوا حیراں سادہ لوحوں کا کیا ٹھکانہ ہے
اُس کی رسی جو تھام لے عرشی ایک بندہ وہی سیانا ہے

ہاتھ تو بھی بڑھا مرے مولا ٹوٹ جائے نہ تار مل جائے

بُجھ نہ جائیں یہ منتظر آنکھیں ، آ کے بس ایک بار مِل جاؤ

....

ہم کوئی غیر تو نہیں مالک ہم تو خدمت گذار ہیں پیارے
سر جھکائے کھڑے ہیں نادم ہیں ہم بہت شرم سار ہیں پیارے
اپنے زخموں کا کیا شمار کریں زخم تو بے شمار ہیں پیارے
آپ کے کشتۂ ستم ہیں ہم آپ ہی کا شکار ہیں پیارے

عاشقوں سے یہ بے رخی کیسی کیسا پردہ ہے یار مل جاؤ
بُجھ نہ جائیں یہ منتظر آنکھیں ، آ کے بس ایک بار مِل جاؤ

....

حسرتِ دید کی تمنا میں عمر ولیوں نے سب بِتا دی ہے
اپنے مولا سے جوڑ لو ناطہ سارے نبیوں کی یہ منادی ہے
وادیِ طور میں کھڑے ہو کر تجھ کو موسیٰ نے بھی صدا دی ہے
تو نے میرے نبیﷺ کو بلوایا سیرِ معراج خود کرا دی ہے

ہم بھی آنکھیں بچھائے بیٹھے ہیں ہم سے پروردگار مل جاؤ
بُجھ نہ جائیں یہ منتظر آنکھیں ، آ کے بس ایک بار مِل جاؤ

....

تجھ سے دوری میں جو گزر جائے زندگی تو نہیں وہ لعنت ہے
میں ہوں کمزور و بے کس و تنہا ایک تو ہی تو میری طاقت ہے
اپنے پیاروں کو آزماتا ہے یہ تو تیری سدا سے عادت ہے
تو پرکھتا ہے سب کھرا کھوٹا ابتلاؤں میں یہ مشیّت ہے
آزمائش سے خوف آتا ہے دل ہوا بے قرار مل جاؤ
بُجھ نہ جائیں یہ منتظر آنکھیں ، آ کے بس ایک بار مِل جاؤ

....

بد گماں ہو نہ جائیں دیوانے دل نہ ہو پُر غبار ڈرتی ہوں
جیب و دامن کی خیر ہو عرشی آ گئی پھر بہار ڈرتی ہوں
آپ کی آن بان کے آگے کیا ہمارا شمار ڈرتی ہوں
راز میرے سبھی عیاں تجھ پر پھر بھی اے راز دار ڈرتی ہوں

ہم تو مجبوریوں کے قیدی ہیں تم ہو با اختیار مل جاؤ
بُجھ نہ جائیں یہ منتظر آنکھیں ، آ کے بس ایک بار مِل جاؤ

....

اُس کا دامن نہ ہاتھ سے چھوٹے عاجزانہ سی اک نصیحت ہے
اس کی ہستی لطیف ہے بے حد اور دنیا نری کثافت ہے
غور کرتی نہیں ہے قرآں پر کس قدر بے نیاز امت ہے
موت بھی اک خموش واعظ ہے کوئی سمجھے تو درسِ عبرت ہے

عمرِ فانی کا اعتبار نہیں تم پہ ہے اعتبار مل جاؤ
بُجھ نہ جائیں یہ منتظر آنکھیں ، آ کے بس ایک بار مِل جاؤ

....

کوئی محرم نہ یار مل جاؤ نہ کوئی غم گسار مل جاؤ
دل ہر آہٹ پہ بے طرح دھڑکے ہے بہت انتظار مل جاؤ
اپنا وعدہ ہے ہم نہ روکیں گے تم ہوا پر سوار مل جاؤ
خود پہ قابو نہیں مرا کچھ بھی میں ہوں بے اختیار مل جاؤ

کاش دل چیر کر دکھا پائیں تم سے کتنا ہے پیار مل جاؤ
بُجھ نہ جائیں یہ منتظر آنکھیں ، آ کے بس ایک بار مِل جاؤ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تیری یاد

ارشاد عرشی ملک

arshimalik50@hotmail.com

مدتوں میں نے غم شماری کی

مدتوں میں نے پہرے داری کی

کوئی داخل نہ ہو سکا دل میں

کوئی داخل نہ ہو سکا گھر میں

سوچ چوکس کھڑی تھی ہر در میں

ہاں مگر تیری یاد آئی تھی

درد کی لہر ساتھ لائی تھی

مدتوں میں نے غم شماری کی

مدتوں میں نے پہرے داری کی

سب کو دھتکار کر نکالا ہے

سب کو پھٹکار کر نکالا ہے

اِک تری یاد کو سجایا ہے

اس سنگھاسن پہ لا بٹھایا ہے

کسی کے ہاتھ میں مہرِ سکندری دے دی

ارشادعرشی ملک

arshimalik50@hotmail.com

کسی کے ہاتھ میں مہرِ سکندری دے دی
کسی کو گن کے دیا اس میں بھی کمی دے دی

مری امید سے بڑھ کر عطا کیا تو نے
زباں کو عاجزی لہجے کو تازگی دے دی

زبانِ شعر میں تیرا ہی ذکر کرتی ہوں
ترا کرم ہے کہ مجھ کو سخن وری دے دی

نظر اٹھائی تو سب راستے دمک اٹھے
محبتوں کی عجب تو نے روشنی دے دی

کرم نوازی مرے حال پر ہوئی اتنی
کہ مجھ سی کاہل و غافل کو آگہی دے دی

تیری نظر میں وہی شخص ہے پسندیدہ
کہ تو نے جس کی طبیعت میں عاجزی دے دی

ترے ہی نور سے یہ جسم و جاں چمک اٹھے

ترے کرم کی شعاؤں نے روشنی دے دی

یہ درد میں نے بڑی چاہ سے لیا عرشیؔ
تو دل کی بھاپ نکلنے کو شاعری دے دی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رضائے قدرتِ باری سے ہم آہنگ ہو جاؤ
خدا کے رنگ میں خود کو رنگو ہم رنگ ہو جاؤ
شہد کی مثل تم میٹھے ملائم نرم بن جاؤ
خدا سختی اگر چاہے تو مثلِ سنگ ہو جاؤ

زیادہ ہے۔۔۔

ارشادعرشی ملک اسلام آباد

arshimalik50@hotmail.com

خاصہِ عشق راز داری ہے اور تری ہاؤ ہُو زیادہ ہے
تیری آہ و بکا کے پردے میں خود نمائی کی بُو زیادہ ہے

اپنی حالت کی فکر کر عرشی آپ اپنا محاسبہ کرلے
خامشی عاشقوں کا شیوہ ہے اور تری گفتگو زیادہ ہے

جو جھمیلوں میں گھر کے دنیا کے یاد کرتے ہیں تجھ کو اے مالک
تیرے نزدیک ایسے لوگوں کی لازماً آبرو زیادہ ہے

نت نئے درد مانگتا ہے دل اور پھر اور کی تمنا ہے
کرب تو نے عطا کیا ہے بہت پر مری آرزو زیادہ ہے

جذب و مستی کا آج عالم ہے دو رکعت عشق ہی ادا کر لوں
آنسوؤں سے نہائی ہیں آنکھیں دل بھی کچھ با وضو زیادہ ہے

توڑ دوں میں رواج کے پھندے پاٹ ڈالوں یہ دوریاں ساری
عشق کا میرے سر میں سودا ہے یا رگوں میں لہو زیادہ ہے

خوب کھل کر بہار آئی ہے باغ سارا مہک مہک اٹھا

زخمِ دل پل بہ پل چٹکتے ہیں اب کے ذوقِ نمو زیادہ ہے

اپنی ہستی مٹا کے میں عرشی کاش تیرا سراغ پا جاؤں
چین پڑتا نہیں کہیں دل کو دن بدن جستجو زیادہ ہے

....

کوئی اپنا نہیں ہے تیرے سوا

غم کے قصے کسے سنائیں ہم کوئی اپنا نہیں ہے تیرے سوا
کس کی دہلیز پر میں سر پٹخوں ، نام لے تو کسی کا کچھ تو بتا
سنگدل ہیں بہت ترے بندے ان سے کیا گفتگو کرے کوئی
اپنی اپنی غرض کے قیدی ہیں ان کو کیا غم کوئی جیا کہ مرا

ہم اندھیروں میں تری یاد سے لَو لیتے ہیں

ارشادعرشی ملک اسلام آباد
arshimalik50@hotmail.com

ہم اندھیروں میں تری یاد سے لَو لیتے ہیں
رات آتی ہے تو تکیے کو بھگو لیتے ہیں

ہم تو بکھرے ہیں پہ غم کو نہ بکھرنے دیں گے
اِک لڑی میں تری یادوں کو پرو لیتے ہیں

دن کو چہرے پہ سجاتے ہیں بشاشت رسمی
شب کی تنہائی میں جی کھول کے رو لیتے ہیں

سادگی کا یہ کرشمہ ہے کہ تنہائی کا
ہم جو ہمراہ ہر اک شخص کے ہو لیتے ہیں

آج کا کام مری جان نہ کل پر ٹالو
آج فرصت ہے چلو بیٹھ کے رو لیتے ہیں

کس کو فرصت ہے کہ رُک کر ہمیں دیکھے عرشی
ہم مسافر ہیں کہیں راہ میں سو لیتے ہیں

....

ہم بڑی آس لے کے آئے ہیں

ارشادعرشی ملک

پہلے زخموں کا غم ہی کیا کم تھا دل میں تازہ غموں کے پھول کھلے
یوں گریبان تار تار ہوا اب یہ ممکن نہیں کہ مجھ سے سلے
کیا دکھائیں کسی کو قلبِ حزیں کیا سنائیں کسی کو شکوے گلے
ہم نے ہر در سے چوٹ کھائی ہے سارے دروازے ہم کو بند ملے

تیرے بندوں کی سمت جب بھی گئے اِک نئی پھانس لے کے آئے ہیں
تیرے در پر جو آپڑے ہیں ہم ، ہم بڑی آس لے کے آئے ہیں

مجھ کو گھیرا ہے یوں اداسی نے چاند کے گرد جیسے ہالہ ہے
اس طرح سے بھرا ہوا ہے دل گویا جلتا ہوا سا چھالہ ہے
میں نے ہر ایک غم کو چاہت سے اپنے بچوں کی طرح پالا ہے
میرے دل کے اداس کمرے پر اک تری آرزو کا تالا ہے

دل ہمارا دکھا ہوا ہے بہت حسرت و یاس لے کے آئے ہیں
تیرے در پر جو آپڑے ہیں ہم ، ہم بڑی آس لے کے آئے ہیں

آنسوؤں کی زباں سمجھ لے تو ہم نہ بولیں گے بے زباں ہیں ہم
ہم کو دنیا نہیں سمجھ پائی اپنے اندر ابھی نہاں ہیں ہم
ٹوٹ کر آج رو نہ لیں عرشؔی آج اپنوں کے درمیاں ہیں ہم
ہم نہ رسمیں کبھی نبھا پائے اور ہی موج میں رواں ہیں ہم

لوگ لائے سجا کے گلدستے اور ہم گھاس لے کے آئے ہیں
تیرے در پر جو آپڑے ہیں ہم ، ہم بڑی آس لے کے آئے ہیں

تو سیاق و سباق ہے میرا ایک تو ہی مرا حوالہ ہے
تو نے مجھ سے گنہگاروں کو آن کی آن میں اجالا ہے
گمرہی کے اتھاہ غاروں سے تیرے احسان نے نکالا ہے
تو نے بے چارگی کے لمحوں میں میرے مولا مجھے سنبھالا ہے

ہم فقط تیرے منہ کے بھوکے ہیں دید کی آس لے کے آئے ہیں
تیرے در پر جو آپڑے ہیں ہم ، ہم بڑی آس لے کے آئے ہیں

تیرے بندے تری طرف لوٹیں اسی کوشش میں در بدر ہیں ہم
نا اُمید و اداس دنیا میں تیری رحمت کے منتظر ہیں ہم
چار جانب مہیب دیواریں اور اِک مختصر سا در ہیں ہم
کل کے اخبار کی ہیں ہم سرخی آج اِک کالمی خبر ہیں ہم

نفرت و بے حسی کی دنیا میں پیار کی باس لے کے آئے ہیں
تیرے در پر جو آپڑے ہیں ہم ، ہم بڑی آس لے کے آئے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کرنا ہی تھا

ارشادعرشی ملک اسلام آباد
arshimalik50@hotmail.com

جو بسا رکھا تھا گھر زیر و زبر کرنا ہی تھا
عشق کی ٹھانی تو خود کو در بدر کرنا ہی تھا

اپنے ہاتھوں اپنی دیوارِ انا مسمار کی
بے ہنر برسوں رہے پھر کچھ ہنر کرنا ہی تھا

سب کے سب پچھلے ٹھکانے پست سے لگنے لگے
کو ہمالہ ذات کا آخر کو سر کرنا ہی تھا

کب لُبھا پائی تھی دل کو اوپری سی آب و تاب
مجھ کو گہرے پانیوں کا یہ سفر کرنا ہی تھا

آخرش ہونا پڑا اس کو مری خاطر گداز
اک نہ اک دن میری آہوں نے اثر کرنا ہی تھا

زندگی جو داد تھی پہلے وہ اب دشنام ہے
حوصلے سے ہر نیا موسم بسر کرنا ہی تھا

انتہائے عاجزی سے جب جھکا اس در پہ سر

میری ہر لغزش کو اس نے در گذر کرنا ہی تھا

گھپ اندھیرا چار جانب وہ مرا تنہا سفر
کام مشکل تھا بہت عرشی مگر کرنا ہی تھا

....

موم کی سیڑھی

افسانے منکر لوگوں کے افسوس سدا دھرائے ہیں
پہچان کے بھی حق کو عرشی وہ دانستہ کترائے ہیں
نادانی پر کچھ لوگوں کی تا حشر زمانہ روئے گا
سورج کو بجھانے کی خاطر جو موم کی سیڑھی لائے ہیں

سب سب کی سب عمرِ گذشتہ آج بے معنی لگی

ارشادعرشی ملک اسلام آباد
arshimalik50@hotmail.com

اس قدر عرشی نوازا اس نے حیرانی لگی
ہم قدم پر ہم کو فکرِ تنگ دامانی لگی

مدتوں جس سمت جانے سے گریزاں ہم رہے
آج وہ رہ دیکھی بھالی جانی پہچانی لگی

ضابطے جو خود بنائے تھے وہ فرسودہ لگے
اپنے گھر کے چھجوں کے بیچ ویرانی لگی

جو اچھالا تھا فضا میں لوٹ کر آیا وہی
جانا پہچانا تھا لیکن پھر بھی حیرانی لگی

ہر قدم پر سر جھکانے کا ہمیں یارا نہ تھا
ایک در کے ہو رہے ہم اس میں آسانی لگی

محفلوں کا دوستوں کا شاعری کا ذکر کیا
سب سب کی سب عمرِ گذشتہ آج بے معنی لگی

....

اُس نے مجھ کو یاد کیا

ارشادعرشی ملک

دنیا سے جب موند کے آنکھیں ہم نے تجھ کو یاد کیا
اندر کی اجڑی بستی میں ایک نگر آباد کیا

کون پڑے اس جھگڑے میں ناشاد کیا یا شاد کیا
نازاں ہوں میں ''بھاگ'' پہ اپنے اس نے مجھ کو یاد کیا

دکھ کی تیکھی کاٹ لگا کر کھینچے اپنے پیاروں کو
تیرے صدقے جاؤں کیسا طرزِ کرم ایجاد کیا

مجھ میں اتنا کس بل کب تھا سارے بندھن توڑ سکوں
مایا جال سے میرے مالک تو نے ہی آزاد کیا

روتے دھوتے گرتے پڑتے تیرے در تک آ پہنچے
برسوں پہلے جو کرنا تھا اتنی مدت بعد کیا

جب ہم تیری سمت چلے گویا مقتل کی سمت چلے
جان ہتھیلی پر رکھ لی اور ہر چہ بادا باد کیا

تیری راہ کا طفلِ مکتب جس نے خود کو مان کیا
ہم نے اس کی انگلی تھامی اس کو ہی استاد کیا

ہو پائے تو اس کے ہر ہر حکم پہ میں لبیک کہوں
مڑ مڑ کر قرآن میں دیکھوں اس نے کیا ارشاد کیا

مٹی ہو کر بھی جب خود کو عجز سے ہم نے عاری پایا
تب دنیا کی نفرت جھیلی خود کو مثلِ کھاد کیا

رنج و الم کی لذت عرشی دل والے ہی جان سکیں
پاگل دنیا سمجھ رہی ہے تو نے مجھے برباد کیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دعا

مانا کہ ایک رنگِ فنا بھی دعا میں ہے
پر اس کے بعد عیشِ بقا بھی دعا میں ہے
جس منکرِ دعا کو ہو انکار کا بخار
اس کا علاج اس کی شفا بھی دعا میں ہے

توبہ کیا ہے؟

یہی توبہ ہے بس اک آگ کا دل میں سلگ اٹھنا
ٹپکنا آنسوؤں اور گناہوں سے قدم رُکنا
عجب اک بے کلی ہونا نہ اس دنیا میں دل لگنا
خدا کے واسطے جینا اسی کے نام پر مرنا

یہی نسخہ فلاح کا ہے سمجھ میں گر یہ آجائے
کوئی فقرہ ،کوئی مصرع مرے مالک کو بھا جائے
درِ محبوب پر آنکھیں اگر برسیں تو توبہ ہے
اسی کی چاہ میں ہر ایک پل ترسیں تو توبہ ہے
کسی بھی غیر سے امید نہ رکھیں تو توبہ ہے
مزہ دیدار کا گفتار کا چکھیں تو توبہ ہے

نہیں ممکن کہ لفاظی سے کوئی بات بن جائے
کوئی فقرہ ،کوئی مصرع مرے مالک کو بھا جائے

ہر اک آنسو در مولا پہ تم چپکے سے ٹپکا دو
یہ بن جائیں گے ہیرے گر خدا کے پاس رکھوا دو
یہی اسرارِ توبہ ہے منادی اس کی کروا دو
بخیلی مت کرو یہ بات دنیا بھر کو بتلا دو
کسی دل کی تڑپ اے کاش کوئی رنگ لے آئے

کوئی فقرہ ،کوئی مصرع مرے مالک کو بھا جائے

کیا ہے ظلم گو ہم نے بہت ہی اپنی جانوں پر
مگر اترائے پھرتے ہیں فقط تیرے خزانوں پر
تری رحمانیت حاوی ہے مولا سب زمانوں پر
سو اپنا رحم کر دینا تو ہم ناداں سیانوں پر

ترے ہی رحم سے ممکن ہے اپنی بات بن جائے
کوئی فقرہ ،کوئی مصرع مرے مالک کو بھا جائے

خطا کرتے ہیں اور کہتے ہیں آدم نے خطا کی تھی
نہیں ہے یاد پھر بخشش کی خاطر جاں لڑا دی تھی
دعا مولا نے اس پر رحم کر کے خود سکھا دی تھی
ہمیشہ کے لئے اک راہ انساں کو سُجھا دی تھی

کریں وردِ زباں اس کو خطا گر کوئی ہو جائے

کوئی فقرہ ،کوئی مصرع مرے مالک کو بھا جائے

کدورت سے بھرے دل میں وہ رہنے کو نہیں آتا
وہ طیب ہے وہ پاکیزہ اسے کیا گند سے ناطہ
سوا تقویٰ کے کوئی راستہ اس تک نہیں جاتا
جو خود کو پاک نہ کر لے نہیں اس پاک کو پاتا

یہ آدابِ وفا سمجھے تو جو چاہے وہاں جائے
کوئی فقرہ ،کوئی مصرع مرے مالک کو بھا جائے

تپش سے دل کی بن کر بھاپ یہ آنکھوں میں آتا ہے
یہ خاصیت ہے پانی کی کہ خود رستے بناتا ہے
یہ اک قطرے کی صورت ہے مگر طوفاں اٹھاتا ہے
درِ محبوب پر ٹپکے تو اپنا مول پاتا ہے

بڑھے جب دردِ دل میرا تو پھر شعروں میں ڈھل جائے
کوئی فقرہ ،کوئی مصرع مرے مالک کو بھا جائے

گناہوں کا دلوں سے زنگ دھوتا ہے یہی پانی
امیدوں کے نئے اشجار بوتا ہے یہی پانی
سیاہ راتوں میں دامن کو بھگوتا ہے یہی پانی
بُجھا دیتا ہے جو دوزخ کو ہوتا ہے یہی پانی

یہی پانی ہے جو جنت کی شیریں نہر بن جائے
کوئی فقرہ ،کوئی مصرع مرے مالک کو بھا جائے

بظاہر چیل اور شہباز ہم صورت ہی دکھتے ہیں
مگر سیرت سے ہی اہلِ نظر ان کو پرکھتے ہیں
سبھی اہلِ زمیں عرشؔی اگر چہ اس کے بندے ہیں
جو عاشق ہیں خدا کے وہ جدا اک رنگ رکھتے ہیں

سدا رہتا ہے دھڑکا رنگ یہ پھیکا نہ پڑ جائے
کوئی فقرہ ،کوئی مصرع مرے مالک کو بھا جائے
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شمس وقمر گہناتے ہیں

خاک نشینوں کا کیا گرنا کپڑے جھاڑ اٹھ جاتے ہیں
اونچے تخت سے گرنے والے گہرے گھاؤ کھاتے ہیں
جیسے رتبے ویسے دکھ ہیں قدرت کا انصاف ہے یہ
تارے تو ہیں جھلمل جھلمل شمس و قمر گہناتے ہیں

میرا مالک خفا نہ ہو جائے

کتنی مدت گزر گئی عرشی یونہی تنہائیوں میں غم سہتے
اپنے جذبات سے گلا ہے مجھے ، میرے قابو میں کیوں نہیں رہتے
آہ نکلے تو خود سے کہتی ہوں یوں سرِ بزم کچھ نہیں کہتے
آنسوؤں کی تو بات ہی چھوڑیں ، ہیں یہ کم بخت بے وجہ بہتے

اور یہ ڈر بھی دل میں رہتا ہے دردِ دل کی دوا نہ ہو جائے
آہ و زاری کو میری سن سن کر میرا مالک خفا نہ ہو جائے

دل بھی زخمی ، وفا بھی زخمی ہے ، عاجزی بھی انا بھی زخمی ہے
کلمہِ شکر بھی ہے آزردہ ، اور شکوہ گلا بھی زخمی ہے
زیرِ لب بھی زباں نہیں ہلتی ، میری چُپ بھی صدا بھی زخمی ہے
آنکھ روتی ہے خون کے آنسو اور حرفِ دعا بھی زخمی ہے

پھر بھی دھڑکا لگا ہی رہتا ہے کم یہ جور و جفا نہ ہو جائے
آہ و زاری کو میری سن سن کر میرا مالک خفا نہ ہو جائے

تیرے طالب یہاں ہزاروں ہیں نام تیرا جہان لیتا ہے
عشق تیرا عجیب ہے پیارے مجھ سے بے کس کی جان لیتا ہے
تُو تو شہ رگ کے پاس ہے مالک کیوں مرا امتحان لیتا ہے
ایک معشوق اپنے عاشق کو دور بیٹھے بھی جان لیتا ہے

تیرے در پر ہی دم نکل جائے غیر کا آسرا نہ ہو جائے
آہ و زاری کو میری سن سن کر میرا مالک خفا نہ ہو جائے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مولانا

ٹی وی پہ روز آکر ہو مسئلے سناتا
گو اک جہان اس کی عظمت کے گُن ہو گاتا
عالم جو بے عمل ہے میری نظر میں گدھ ہے
اُڑتا ہے آسماں پر مُردار پر ہے کھاتا

راضی ہوں میں تجھ سے

بہت مدت گزاری ہے دعاوں التجاؤں میں
بہت آہ و بکا میں اور زیرِ لب صداؤں میں

مرے مالک زمانے بھر کی خوشیاں تو مجھے دے دے
مجھے رنج و الم سے اور جفاؤں سے پنہ دے دے

مرے مولا تو ایسا کر مرے مولا تو ویسا کر
مرادوں سے مرے مالک تہی دامن کو میرے بھر

یہ ایسی کشمکش تھی جو کئی برسوں پہ پھیلی ہے
مشقت میں نے جانِ ناتواں پر خوب جھیلی ہے

مقامِ معرفت پر جب پڑا پہلا قدم میرا
خجالت ،شرم ساری نے مجھے ہر سمت سے گھیرا

کہ آدابِ محبت کا سلیقہ اور ہی کچھ ہے
ترے در کے فقیروں کا طریقہ اور ہی کچھ ہے

سو اک چُپ سی لگی مجھ کو میں مدت تک نہیں بولی
کوئی خواہش نہ کی عرشیؔ زباں میں نے نہیں کھولی

میں اپنی خواہشوں پر اب مُصر ہونے سے ڈرتی ہوں
اگر کچھ عرض کرتی ہوں تو ان لفظوں میں کرتی ہوں

مرے مولا مرا بن جا مرے مولا مرا ہو جا
تو میری سر زمینِ دل میں اپنی آرزو بو جا

پھر اس کے بعد جو چاہے سو کر راضی ہوں میں تجھ سے
نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی ڈر راضی ہوں میں تجھ سے

خوشی ہو یا غمی آٹھوں پہر راضی ہوں میں تجھ سے
کہ مجھ پر سنگ برسیں یا گہر راضی ہوں میں تجھ سے
تو میرے شہرِ دل میں آ ٹھہر راضی ہوں میں تجھ سے
مرے محبوب میرے چارہ گر راضی ہوں میں تجھ سے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کاش تیری نظر میں آ جاؤں

اشک لے کر کوئی ندامت کے بخشوانے قصور آتا ہے
کوئی حقدار بن کے جنت کا خوب پُر از غرور آتا ہے
دل میں ہوتی ہیں خواہشیں کافی جو بھی تیرے حضور آتا ہے
تجھ سے تجھ کو ہی مانگتی ہوں میں مجھ کو اس میں سرور آتا ہے

تیری نظرِ کرم کی طالب ہوں دولتیں دو جہاں کی ٹھکراؤں
ایک ہی آرزو ہے اب باقی کاش تیری نظر میں آجاؤں

تُو مری آخری محبت ہے تو ہے ترجیحِ اولیں میری
ہاں میں آخر بدل گئی عرشی وہ جو تھی اک نہیں نہیں میری
سرنگوں ہو گئی ہے اب مطلق تھی جو مغرور سی جبیں میری
ایک میلہ سا دل میں لگتا ہے جب ہو تنہائی ہم نشیں میری

یاد کر کر کے تیرے فضل وکرم رنگ اور نور میں نہا جاؤں
ایک ہی آرزو ہے اب باقی کاش تیری نظر میں آجاؤں

میرے شعروں میں کچھ نیا کب ہے صرف رنج و الم کی باتیں ہیں
تیری چاہت شکار کر لوں میں نت نئی ذہن و دل میں گھاتیں ہیں
چاٹ جن کو پڑی ترے در کی کب کسی اور در پہ جاتے ہیں
تُو جو آئے تو دن نکلتا ہے ورنہ کالی سیاہ راتیں ہیں
جگمگائیں یہ گھپ اندھیرے بھی دیپ اشکوں کے گر جلا پاؤں

ایک ہی آرزو ہے اب باقی کاش تیری نظر میں آجاؤں

درد بن کر مرے رگ و پے میں تو اترتا ہے جب بھی شام ڈھلے
رات پھر تیرے نام ہوتی ہے پھر فقط تیری میری بات چلے
جب پلٹتی ہوں اپنی دنیا میں سب کے ہونٹوں پہ صرف شکوئے گلے
میری راہوں میں صرف کانٹے ہیں کون ان راستوں پہ ساتھ چلے

دل اُچٹ سا گیا ہے دنیا سے اس کے دھندے کہاں نبھا پاؤں
ایک ہی آرزو ہے اب باقی کاش تیری نظر میں آجاؤں

میری نادانیاں بھلا دینا میں فقط ایک طفلِ مکتب ہوں
میرا مطلوب ہے فقط تو ہی اور میں جلد باز طالب ہوں
گالیاں سن کے جو دعائیں دے میں وہی آشتی کا مذہب ہوں
جس سے دربارِ شام تھرایا میں وہ بے کس اداس زینب ہوں

ہاں مگر جذبِ دل کی حدت سے چند سوئے دلوں کو گرماؤں
ایک ہی آرزو ہے اب باقی کاش تیری نظر میں آجاؤں
راستے لاکھ آڑے ترچھے ہوں ہاں مگر شرط استقامت ہے
تیرے در سے چمٹ کے رہ جانا آج کے دور میں کرامت ہے
میں کہ بے چین و مضطرب ہوں بہت دل پہ چھایا غبارِ حسرت ہے
اور اک چھب دکھا کے چُھپ جانا یہ تو تیری قدیم عادت ہے

اک مسلسل تلاش میں ہوں میں کوئی شائد سراغ پا جاؤں
ایک ہی آرزو ہے اب باقی کاش تیری نظر میں آجاؤں

شعر کی شکل تو اترتا ہے میری ہستی تو صرف کاتب ہے
روک لیتا ہے کوئی اندر سے بولنے کو زبان راغب ہے
دل کو خوں کر کے شعر لکھتی ہوں اور ڈرتی ہوں تُو محاسب ہے
شرف پائے تو مائدہ ہے یہ ورنہ سارا کلام راتب ہے

درد جو دل کو چیر دیتا ہے قافیوں میں اسے چھپا جاؤں
ایک ہی آرزو ہے اب باقی کاش تیری نظر میں آجاؤں

خون سے جو سنگھار کر کے گئے وہ نصیبوں پہ اپنے نازاں ہیں
گر ہے رونا تو خود پہ روئیں ہم ہم ابھی راستوں میں حیراں ہیں
رشک آتا ہے ان کی قسمت پر اور اک ہم کہ سوختہ جاں ہیں
ہے لبوں پر سدا سے جامد چُپ لفظ ہونٹوں پہ آ کے لرزاں ہیں

جی میں آتا ہے ساری کیفیت آنسوؤں کی زباں سے دھرآؤں
ایک ہی آرزو ہے اب باقی کاش تیری نظر میں آجاؤں

مال و جان اور آبرو اپنی سب تجھی پر نثار ہے مالک
وقت اولاد ہے سبھی تیرا پاس اپنے ادھار ہے مالک
ہم کب اپنے کہے سے پھرتے ہیں تجھ سے قول و قرار ہے مالک
بس تو عرشی سے در گذر کرنا وہ تو سادہ گنوار ہے مالک

اس کی بھولی سی یہ تمنا ہے تیرے قدموں کی خاک ہو جاؤں
ایک ہی آرزو ہے اب باقی کاش تیری نظر میں آجاؤں

دُعا

(بے قراری مجھے عطا کر دے)

ارشاد عرشی ملک

بے قراری مجھے عطا کر دے
تیرے واری ، مجھے عطا کر دے

سرسری سی محبتیں بے سود
جاںنثاری مجھے عطا کر دے

میں کہ ناچیز بھی ہوں تنہا بھی
بے شماری مجھے عطا کر دے

جو تری سمت تیز تر جائے
وہ سواری مجھے عطا کر دے

جینا مرنا ہو بس تری خاطر
اپنی یاری مجھے عطا کر دے

آنسوؤں کا سوال ہے مولا
گریہ زاری مجھے عطا کر دے

میں ہوں سود و زیاں سے ناواقف
ہوشیاری مجھے عطا کر دے

خشک آنکھوں سے خوف آتا ہے
اشک باری مجھے عطا کر دے

کم ہنسوں اور میں بہت روؤں
زخمِ کاری مجھے عطا کر دے

ایک ہم راز اے مرے مولا
اعتباری مجھے عطا کر دے

مسکرا کر ملوں میں ہر اک سے
خوشگواری مجھے عطا کر دے

شدّتِ غم میں خود پہ قابو ہو
بُرد باری مجھے عطا کر دے

دشمنوں کا بھی میں بھلا چاہوں
انکساری مجھے عطا کر دے

میں کماؤں تری رضا عرشؔی
روز گاری مجھے عطا کر دے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تیرے دربار میں مرے مولا ایک فریاد لے کے آئی ہوں

(فریاد)

ارشادعرشی ملک اسلام آباد پاکستان
arshimalik50@hotmail.com

تیرے دربار میں مرے مولا
ایک فریاد لے کے آئی ہوں
دلِ برباد لے کے آئی ہوں
تیری سُنت کو جانتی ہوں میں
تیرے احکام مانتی ہوں میں

میں ہوں تیرے نظام سے واقف
اور ترے انتظام سے واقف
جانتی ہوں ہر اک کے حصے میں
کچھ تو خوشیاں ہیں اور کچھ غم بھی
لوگ خوش بھی ہیں اور پُرنم بھی
شادیاں بھی ہیں اور ماتم بھی

مری فریاد ہے مرے مالک
میرے دونوں جہان کے خالق
تیری دنیا میں میرے حصے کی

جو بھی خوشیاں ہیں ان کا یہ کرنا
کچھ تو تو کافروں کو دے دینا
اور کچھ ملحدوں کو دے دینا
اور کچھ فاجروں کو دے دینا

اور عقبیٰ کی نعمتوں میں اگر
میرا تھوڑا سا کوئی حصہ ہے
سب کا سب مومنوں کو دے دینا

میرے جیسوں کو تیری دنیا میں
اک تری یاد ہے بہت کافی
لُطفِ فریاد ہے بہت کافی

اور عقبیٰ میں مجھ سے مفلس کو
تیرے دیدار کی تمنا ہے
طالع بیدار کی تمنا ہے

....

آنسو

ارشاد عرشی ملک اسلام آباد
arshimalik50@hotmail.com

میرے آنسو یہ بے زباں آنسو
درد کی آگ کا دھواں آنسو
دلِ حساس کا نشاں آنسو
ضبط کی قید میں نہاں آنسو

جب یہ آنکھوں سے بہہ نہیں سکتے
حالتِ زار کہہ نہیں سکتے
درد کا بوجھ سہہ نہیں سکتے
اور بہنے سے رہ نہیں سکتے

پھر یہ اندر کی سمت گرتے ہیں
اک تسلسل سے یہ ٹپکتے ہیں
رنگ اظہار کا بدلتے ہیں
پیکرِ شاعری میں ڈھلتے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یا اُولیِ الالباب

ارشاد عرشی ملک

اے نحیف و نزار انسانو ، چاہِ دنیا میں خوار انسانو
اپنے رب کی طرف چلے آؤ ، بے کس و بے وقار انسانو
آؤ لوٹ آؤ زندگی ہے حباب غور فرماؤ یا اُولیِ الالباب

کس لئے اس کو چھوڑ بیٹھے ہو ، اپنے مونہوں کو موڑ بیٹھے ہو
بے غرض ہو کے تم جھکو تو سہی ، تم تو امید توڑ بیٹھے ہو
وہ رحیم و کریم اور تواب غور فرماؤ یا اُولیِ الالباب

ایک پل میں وہ معجزہ کر دے ، سوکھی ٹہنی کو بھی ہرا کر دے
وہ بنائے کبھی عصا کو سانپ اور کبھی سانپ کو عصا کر دے
خشک جھاڑی میں وہ کھلائے گلاب غور فرماؤ یا اُولیِ الالباب

وہ ہر اک کو سنبھال لیتا ہے ، چادرِ عفو ڈال دیتا ہے
جتنے عاصی ہیں اور گندے ہیں وہ سبھی کو اجال دیتا ہے
اس کی رحمت کی کوئی حد نہ حساب غور فرماؤ یا اُولیِ الالباب

اپنے بندوں کو وہ بلاتا ہے ، نعمتیں یاد سب دلاتا ہے
ڈال کر مشکلیں کبھی ان پر ان کے ایماں کو آزماتا ہے
رحم ہی رحم ہے وہ عالی جناب غور فرماؤ یا اُولیِ الالباب

وہ گداؤں کو بادشاہ کر دے ، بادشاہوں کو پھر گدا کر دے
جب بچانا ہو اپنے پیاروں کو ، وہ سمندر میں راستہ کر دے
وہ کہ غفار بھی ہے اور وہاب غور فرماؤ یا اُولیِ الالباب

صرف دنیا کی چاہتوں کے لئے ، جسمِ فانی کی راحتوں کے لئے
تم نہ مولا سے بے رخی برتو ، ایک دو پل کی لذتوں کے لئے
کھول کر دیکھ لو خدا کی کتاب غور فرماؤ یا اُولیِ الالباب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

واویلا

سب کے سب آنسو بہا دے ایک نہ باقی بچے
دل اُبلتی دیگ بن جائے جگر میں غم رچے
خود فرشتوں سے وہ پوچھے گا کہ دیکھو کون ہے
آہ و زاری آج ایسی کر کہ واویلا مچے

کونسی۔۔۔کونسی

ارشاد عرشی ملک

تم کہ انسان ہو کیسے انسان ہو
فرض سے اپنے حد درجہ انجان ہو
خود کو اب اس سے بڑھ کر مسخ نہ کرو
کہ تم اپنے خالق کی پہچان ہو

یونہی کب تک بھٹکتے چلے جاؤ گے
نعمتیں ربِ کعبہ کی جھٹلاؤ گے
کونسی کونسی کونسی

اس نے دنیا بنائی تمہارے لئے
تم کو پیدا کیا صرف اپنے لئے
اس نے چاہا تمہارا رفع وہ کرے
تم مگر اسفلِ سافلین میں گرے

اپنے جُرموں کی اک دن سزا پاؤ گے
نعمتیں ربِ کعبہ کی جھٹلاؤ گے
کونسی کونسی کونسی

کتنی نادار ہے آج انسانیت
کِرمِ دنیا بنی گند میں لت پت
ہاتھ پھر بھی بڑھاتا ہے ربِ کریم
آفریں میرے رحماں کی رحمانیت

اس سے منہ پھیر کر تم کہاں جاؤ گے
نعمتیں ربِ کعبہ کی جھٹلاؤ گے
کونسی کونسی کونسی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سچے کی کوئی بات نہ پوچھے، جھوٹے کو آداب
گلی گلی میں دودھ پھرے گھر بیٹھے بکے شراب

وہ تیرے پیار کی باتیں

ارشاد عرشی ملک اسلام آباد
arshimalik50@hotmail.com

سمندر سب سیاہی ہوں شجر سارے قلم ہووئیں
وہ باتیں یارِ طرح دار کی کیونکر رقم ہووئیں
جو تجھ سے بے رخی برتیں سراسر ان کو گھاٹا ہے
جو دو آنسو بہاوئیں لازماً ان پر کرم ہووئیں

کہوں کھل کھل کے میں تجھ یارِ پردہ دار کی باتیں
وہ تیرے حسن کے قصے وہ تیرے پیار کی باتیں

مرے مولا میں تیرے پیار کے آداب کیا جانوں
میں جاہل ہوں رموزِ عشق سے ،القاب کیا جانوں
مجھے فریاد کرنے کا سلیقہ تو ہی سکھلا دے
مری فطرت میں جلدی ہے میں ہوں بے تاب کیا جانوں

کہوں تیرے سوا کس سے دلِ بیمار کی باتیں
وہ تیرے حسن کے قصے وہ تیرے پیار کی باتیں

نہ کوئی ہمد م دیرینہ نہ ہم راز ہے کوئی
نہ آہٹ ہے کسی کی اور نہ آواز ہے کوئی
ترے ہی نام پر کلکاریاں مارے یہ دل میرا

بھری جیسے پروں میں طاقتِ پرواز ہے کوئی

کوئی محرم ہی سمجھے محرمِ اسرار کی باتیں
وہ تیرے حسن کے قصے وہ تیرے پیار کی باتیں

بہت فرصت ہے مجھ کو اپنے زخمِ دل کو دھونے کی
بہت فرصت شبِ تنہائی میں تکیہ بھگونے کی
بہت مدت سے عرشؔی دل میں ہے برسات کا موسم
بہت مدت سے فرصت ہے مجھے چھپ چھپ کے رونے کی

تمنا ہے کروں ہر ایک سے دلدار کی باتیں
وہ تیرے حسن کے قصے وہ تیرے پیار کی باتیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اپنی جو تعریف کرے وہ آپ گنوائے سا کھ
ہیرا منہ سے کبھی نہ بولے مول مرا اک لاکھ

پیارے

ارشاد عرشی ملک

اس طرف اُس طرف نہ جا پیارے
ایک ہی در کو کھٹکھٹا پیارے

وہ نہیں ساتھ چھوڑتا پیارے
ختم اُس پر ہوئی وفا پیارے

جب سے دل اُس سے لگ گیا پیارے
کوئی بھایا نہ دوسرا پیارے

شان اُس کی بیاں نہ ہو پائی
رہ گئے لفظ بے صدا پیارے

سارے اپنوں کو آزما بیٹھا
آج اُس کو بھی آزما پیارے

ہر مرض کا علاج کر دے گا
اُس کی ہر پھونک میں شفا پیارے

ملحدوں منکروں سے بھی وہ غنی
بند کرتا نہیں عطا پیارے

ہم سے مُردوں کو زندگی بخشی
مرحبا پھر سے مرحبا پیارے

یہ اضافی کرم کیا مجھ پر
شعر کہنا سکھا دیا پیارے

تجھ کو پا کر جہان کو پایا
ہو گئے ہم بھی بادشاہ پیارے

مجھ دُکھی اور دل شکستہ کو
تیری رحمت کا آسرا پیارے

لڑکھڑائے قدم تو یاد آیا
تیرا چاہت سے تھامنا پیارے

تیری چھاؤں میں آ کے بیٹھ گیا
جس کو سب نے اُٹھا دیا پیارے

تجھ سے تیرے سوا میں کیا مانگوں
آڑے آتی رہی حیا پیارے

ہم بصد اُس پہ راضی ہیں
جو بھی ہو تیرا فیصلہ پیارے

ہم جو ہوتے گئے ترے واقف

عشق بڑھتا چلا گیا پیارے

تاب دوری کی اب نہیں دل کو
آ مرے پاس لوٹ آ پیارے

عالمِ اشتیاق میں عرشؔی
ہم بھی پہنچے شکستہ پا پیارے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مروت

مروت سے رواداری سے رشتوں کو سجایا کر
تعلق تو اگر جوڑے جہاں تک ہو نبھایا کر
کسی سے گر محبت ہے تو پھر لازم ہے یہ عرشؔی
عمل سے بھی وہ ظاہر ہو زباں سے بھی بتایا کر

قطعات کی بہار

ارشاد عرشی ملک

جان و دل میں تیرگی تیرے بغیر
آ گہی نا آ گہی تیرے بغیر
ہے ادھوری ہر خوشی تیرے بغیر
زندگی شرمندگی تیرے بغیر

....

پھر کسی محفل میں اپنے دل کو نہ بہلا سکے
تجھ سے جو واقف ہوئے وہ اٹھ کے پھر نہ جا سکے
یہ جو محرومی ہے اپنے عزم کی پستی سے ہے
یہ نہیں ممکن تجھے ڈھونڈے کوئی ،نہ پا سکے

....

تیرے ہر عاشق کے لب پر صرف تیرا نام تھا
دنیا داری کے جھمیلوں سے اسے کیا کام تھا
ایک در کے ہو رہو ہر دل پہ یہ الہام تھا
کیا عجب تحریر تھی یہ کیا عجب پیغام تھا

....

اے مرے نفس اے مرے دشمن
یوں نہ گھر گھر مری نیلامی کر
چار دن تو سکوں سے جینے دے

ایک ہی در کی بس غلامی کر

....

عہدِ الست پر سے جمی گرد جھاڑیے
اٹھیے بس اب بلیٰ بلیٰ کہہ کر پکاریے
دنیا کو جتنا جیت چکے تھے وہی بہت
اب سامنے خدا کے دل و جان ہاریے

....

زخم بھی ہوں مرہم بھی درد بھی دکھن بھی ہوں
عجز بھی محبت کا غم کا بانکپن بھی ہوں
مجھ پہ ڈال دے مولا اپنے پیار کی چادر
میں غریب و بے کس ہوں اور بے وطن بھی ہوں

....

میں ہی گل کی نرمی بھی خار کی چبھن بھی میں
نار بھی جہنم کی جنتِ عدن بھی میں
میں ہی تیرا پرتو ہوں میرا نام انساں ہے
میں ہی اولیں لغزش انتہائے فن بھی میں

....

اُس یارِ بے نشاں کا ملے کچھ نشاں مجھے
در در لئے پھرا ہے یہ دردِ نہاں مجھے
وہ خود مجھے بلائے یہ رُتبہ نہیں مرا
میں بن بلائے جاؤں یہ ہمت کہاں مجھے

....

شعر و ادب کے نام پہ کالے کئے ورق
مالک اب اذن دے کہ کوئی بات کہہ سکوں
چھوڑوں میں اپنی ذات کی مدح سرائیاں

مدح کروں نبی ﷺ کی کوئی نعت کہہ سکوں

....

کمزور و ناتواں ہوں توانائی دے مجھے
باصر بھی تو بصیر بھی بینائی دے مجھے
واقف ہوں خود سے جہلِ مرکب مرا وجود
عالم بھی تو علیم بھی دانائی دے مجھے

....

اے مرے ربّ مجھ کو اکیلا نہ چھوڑ
تو ہے وارث مرا مجھ سے تو منہ نہ موڑ
میرے مولا میں کیا میری اوقات کیا
مجھ کو ہر سانس ہر ہر گھڑی تیری تھوڑ

....

اک جھلک اس نے دکھا کر اپنا دیوانہ کیا
میری اپنی ذات سے پھر مجھ کو بیگانہ کیا
وہ مرے اشکِ ندامت ہی مری سوغات تھے
اس متاعِ کُل کو اس کے در کا نذرانہ کیا

....

بند برسوں کے در تھے باز ہوئے
ہم کہ سر دے کے سرفراز ہوئے
میرے مولا تری محبت میں
ہر محبت سے بے نیاز ہوئے

....

بنا سوچ اور سمجھ کے بات باعثِ ملامت ہے
جو ہے خاموش اس نقار خانے میں سلامت ہے
بس اتنی بات پر قائم اگر ہو جاؤ تو جانیں

کرامت سے بہت بڑھ چڑھ کے عرشیؔ استقامت ہے

....

کل کون سنے گا عرشیؔ جی یہ رونا دھونا مٹی کا
جب اینٹ کا سرہانہ ہو گا اور فرش بچھونا مٹی کا
جب مٹی کی بے نام کشش اپنے ہم جنس کو کھینچے گی
اور مٹی میں مل جائے گا اس روز کھلونا مٹی کا

....

سردیوں کی طویل راتوں میں ہم نے تکیے کئی بھگوئے ہیں
آنسوؤں کے گہر جمع کر کے ہار عرشیؔ نئے پروئے ہیں
پوچھ بیٹھے جو حالِ دل کوئی ہم یہی کہہ کے ٹال دیتے ہیں
رتجگوں کی ہے آنکھ میں سرخی ہم کہاں پچھلی رات روئے ہیں

....

جو ہو محبوب سے جدا اپنے شاہ بھی ہو اگر تو بے چارہ
بے کسی کیا بیاں کروں اس کی سو سہارے بھی ہوں تو ناکارہ
رحم کر دے کوئی خدا کے لئے ہائے بے پر کے اس پرندے پر
فرقتوں سے جو بچ گیا عرشیؔ قربتوں نے غریب کو مارا

....

ایک شعر

سارا جیون تنہا کاٹا اپنے آپ میں قید ہوئے
دنیا داری ہمیں نہ آئی عرشیؔ بال سفید ہوئے

....

عورت

سب سے اول جس نے تھا حق کو پہچانا عورت تھی
میرے نبی ﷺ کو سب سے پہلے جس نے مانا عورت تھی
جس نے آپؐ پہ مہر و وفا کا پردہ تانا عورت تھی

جس نے ایک چھپے جوہر کو روشن جانا عورت تھی

گھر کو جو جنت میں ڈھالے ایسا جادو عورت ہے
مرد اگر ہے پھول تو اس کی ساری خوشبو عورت ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لکھنے نہیں دیتا

اسے دنیا کے دھندوں میں کبھی کھبنے نہیں دیتا
جسے وہ زندگی بخشے اسے مرنے نہیں دیتا
میں اس دربار میں نغمہ سرا ہوں ہر گھڑی عرشیؔ
کسی بھی اور موضوع پر وہ اب لکھنے نہیں دیتا

....

پر کتر دیتا ہے

مرے ٹوٹے ہوئے دل کو کبھی جڑنے نہیں دیتا
کسی بھی اور جانب وہ مجھے مڑنے نہیں دیتا
وہ جس طائر کو بھی اپنی منڈیروں کے لئے چُن لے
پھر اس کے پَر کتر دیتا ہے وہ اڑنے نہیں دیتا

مرے نبی ﷺ میں کمال سارے
جمال سارے جلال سارے

ارشادعرشی ملک اسلام آباد پاکستان
arshimalik50@hotmail.com

مرے نبی ﷺ میں کمال سارے جمال سارے جلال سارے
ہیں زاتِ اقدس کے جتنے پہلو خدا گواہ بے مثال سارے

خراج دینے کو تیرے در پر تمام صدیاں جھکی ہوئی تھیں
تُو جب تک نہ آیا نہ بن کے دھڑکن جہاں کی نبضیں رُکی ہوئی تھیں
تھے تیری چوکھٹ پہ سر خمیدہ نبی بھی ہو کر نہال سارے
مرے نبی ﷺ میں کمال سارے جمال سارے جلال سارے

بڑی انوکھی ہے شان تیری تری وجاہت ہے تا قیامت
غلام تیرے سبھی زمانے تری حکومت ہے تا قیامت
ہیں تیرے قدموں کی ٹھوکروں میں عروج سارے زوال سارے
مرے نبی ﷺ میں کمال سارے جمال سارے جلال سارے

تو نکتۂ انتہا بشر کا یہی ہے قرآن کی گواہی
تو کس جگہ ہے کہاں کھڑا ہے نہیں ہے سوچوں کی بھی رسائی
سو میرے ہونٹوں پہ منجمد ہیں جواب سا رے سوال سارے

مرے نبی ﷺ میں کمال سارے جمال سارے جلال سارے

محبتوں کا سفیر ہے تو، صلح کا پہلا پیامبر ہے
بہت سے صدمات تو نے جھیلے مگر یہ صدمہ عظیم تر ہے
کہ تیری اُمت جو کر رہی ہے جہاں میں جنگ و قتال سارے
مرے نبی ﷺ میں کمال سارے جمال سارے جلال سارے

ہے ذکر تیرا مدام جاری یہ ذکر کب دل کو چھوڑتا ہے
لہو کی صورت تو مجھ میں زندہ، تو میری نس نس دوڑتا ہے
کشش میں تیری ہوئے مقیّد ،اب اپنے خواب و خیال سارے
مرے نبی ﷺ میں کمال سارے جمال سارے جلال سارے

تجھی سے سیکھا ہے میرے دل نے خوشی غمی کا ہر اک قرینہ
جڑا ہوا ہے تو میرے اندر کہ جوں انگوٹھی میں ہو نگینہ
تجھی سے منسوب اپنی خوشیاں، ترے ہی غم میں ملال سارے
مرے نبی ﷺ میں کمال سارے جمال سارے جلال سارے

تری غلامی پہ ہم ہیں نازاں ،یہ بُت اناؤں کے توڑتی ہے
ہماری غفلت کے زرد لمحوں میں یہ دلوں کو جھنجھوڑتی ہے
جہاں فانی کی لذتوں کے یہ کاٹ دیتی ہے جال سارے
مرے نبی ﷺ میں کمال سارے جمال سارے جلال سارے

عرب ہو فارس ہو یا کہ حبشہ، وہ الجزائر ہو یا کہ غانا
ہر اک کے باسی کی ایک حسرت کہ کاش پاتا ترا زمانہ
تری ہی خوشبو کو ڈھونڈتے ہیں زبیرؓ سارے، بلالؓ سارے

مرے نبی ﷺ میں کمال سارے جمال سارے جلال سارے

محبتوں کا تو سائباں ہے ،تو ہر کسی کے لئے اماں ہے
جو تیرے جھنڈے تلے نہ آئے، وہ آپ اپنے لئے زیاں ہے
نوازشوں سے تری وگرنہ پرائے اپنے نہال سارے
مرے نبی ﷺ میں کمال سارے جمال سارے جلال سارے

فصیل نفرت کی اور دوری کی ہم گراتے ہوئے چلیں گے
کوئی جو کانٹے بھی رہ میں بوئے ،گلاب اگاتے ہوئے چلیں گے
وہ کام ہم ہی کریں گے جن کو سمجھ رہے ہیں محال سارے
مرے نبی ﷺ میں کمال سارے جمال سارے جلال سارے

سب اہلِ مغرب پہ تیری عظمت کھلے گی اور لازماً کھلے گی
جو گرد نفرت کی جم چکی ہے ہمارے اشکوں سے جب دھلے گی
تو تیری چوکھٹ پہ آ گریں گے یہ پوپ سارے ،یہ پال سارے
مرے نبی ﷺ میں کمال سارے جمال سارے جلال سارے

تُو ایسا عشقِ خدا میں گم تھا جچا نہ کوئی تری نظر میں
جہانِ فانی کی ساری دولت حقیر ٹھہری تھی چشمِ تر میں
تھے تیرے آگے مثالِ کنکر زر و جواہر کہ لعل سارے
مرے نبی ﷺ میں کمال سارے جمال سارے جلال سارے

نہ تجھ سے پہلے نہ بعد تیرے کسی کو عظمت ملی ہے ایسی
نہ تیری رفعت کو کوئی پہنچا ، تجھے نبوّت ملی ہے ایسی
کہ لا سکیں گے ملائکہ بھی نہ تیرے جیسی مثال سارے

مرے نبی ﷺ میں کمال سارے جمال سارے جلال سارے

لبھا نہ پائی تجھے یہ دنیا فخر تھا تیرا سبھی فقر میں
کچھ ایسے کاٹی حیات ساری کہ جوں مسافر کوئی سفر میں
رہِ غنا کے جو پیچ و خم تھے دیئے ہیں تو نے اُجال سارے
مرے نبی ﷺ میں کمال سارے جمال سارے جلال سارے

خدا سے ملنے کا اب تو عرشی فقط محمد ﷺ ہی راستہ ہے
یہ جگ محمد ﷺ کا میکدہ ہے اسی کے دم سے سجا ہوا ہے
ہے نام اس کا ہی اسمِ اعظم کھلیں گے دارالوصال سارے
مرے نبی ﷺ میں کمال سارے جمال سارے جلال سارے

کہوں جو پیارے نبیؐ کی باتیں تو مجھ کو کہنے دو تم نہ ٹوکو
میں یاد کر کے جو ان کو روؤں تو مجھ کو رونے دو تم نہ روکو
اُمڈ کے آئے جو میرے آنسو تو کم پڑیں گے رومال سارے
مرے نبی ﷺ میں کمال سارے جمال سارے جلال سارے

ہمارے سینوں کی ہر کدورت کو آبِ رحمت سے صاف کردے
تری معافی کے ہم ہیں خواہاں ہمیں بھی پیارے معاف کردے
اگر چہ فرقوں میں بٹ چکے ہیں مگر ہیں تیری ہی آل سارے
مرے نبی ﷺ میں کمال سارے جمال سارے جلال سارے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اچھے لگے

ارشاد عرشی ملک

ہم کو عشقِ مصطفےﷺ میں سب لقب اچھے لگے
ملحد و گستاخ کافر بے ادب اچھے لگے

ہم نے سیکھے ہیں محمدﷺ سے قرینے پیار کے
زخم کھانے کے دعا دینے کے ڈھب اچھے لگے

اپنے دل کے حوصلے پر آج پیار آیا ہمیں
گالیاں جن سے سنیں وہ نطق و لب اچھے لگے

اب فقط تیراً حوالہ ہی مری پہچان ہے
اور ہی ہوں گے جنہیں نام و نسب اچھے لگے

دشمنِ جاں ہیں مرے پر اُمتی ہیں آپﷺ کے
بس اسی رشتے سے سے مجھ کو سب کے سب اچھے لگے

دھیرے دھیرے منکشف ہوتی ہے عظمت آپﷺ کی
آپ گذرے سب دنوں سے بڑھ کے اب اچھے لگے

آپ کی چاہت میں عرشی جس نے جھیلیں نفرتیں
دُنیوی عزت کے رتبے اس کو کب اچھے لگے

دُنیا کا رخ بدلنے کو اک فرد ہے بہت

جو ہوش مند شخص ہے پُر درد ہے بہت
ہر باخبر کا چہرہ یہاں زرد ہے بہت

جب آنکھ بند ہو گی تو منظر کُھلیں گے تب
دھندلے ہیں سب نقوش یہاں گرد ہے بہت

دنیا کی سمت مجھ کو خدارا نہ کھینچیے
خواہش اب اس طرف سے مری سرد ہے بہت

کٹ کر کوئی بھی اصل سے اپنے نہ خوش رہا
نغموں میں بانسری کے جبھی درد ہے بہت

مُردے تو بہہ رہے ہیں بہاؤ کے ساتھ ساتھ
دریا کو چیر دے جو وہی مرد ہے بہت

اپنے لئے تو صرف محمد ﷺ مثال ہیں
دنیا کا رُخ بدلنے کو اک فرد ہے بہت

ہو کر نہاں وہ اور بھی عرشؔی عیاں ہوا
پردے میں جو چھپا ہے وہ بے پرد ہے بہت

عظیم نبی ﷺ

ارشاد عرشی ملک

مرے نبیؐ مرے پیارے نبیؐ عظیم نبیؐ
ہر ایک درد کی مرہم مرے کریم نبیؐ
تھا ذاتِ باری کے پیشِ نظر ازل سے تو
سو تو جدید نبیؐ بھی ہے اور قدیم نبیؐ

ہے تری شان بڑی اور میں ہوں بے مایہ
کوئی بشر نہ فرشتہ ہے تیرے ہم پایہ
جو روشنی ترے نقشِ قدم سے پھوٹی ہے
اسی سے ہم نے خدا کا سراغ ہے پایا

خدا نے اپنے ہی سانچے میں بیشتر ڈھالا
تیرا ہیولہ تو آدمؑ سے پیشتر ڈھالا
تیرے ہی دم سے ہوئی عظمتِ بشر قائم
ملائکہ سے بھی انساں کو معتبر ڈھالا

ہے تیری شان بڑی کائنات چھوٹی ہے
بہت عظیم ہے دولہا برآت چھوٹی ہے
زباں ہے گنگ تری آن بان کے آگے
بہت بلند ہے تو میری ذات چھوٹی ہے

مرا قلم بھی ہے عاجز زباں بھی عاجز ہے
بدن بھی جاں بھی دلِ ناتواں بھی عاجز ہے
میں کیا لکھوں کہ مرے ہاتھ کانپ اٹھتے ہیں
سراپا عجز ہوں زورِ بیاں بھی عاجز ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت مسیحؑ موعود

خدا کا عشق دل میں بو چکے تھے
طلب دنیا کی بالکل کھو چکے تھے
جوانی میں تھا یہ تقویٰ کا عالم
ہر اک لذت کو دل سے دھو چکے تھے
نہ تھا کارِ جہاں سے کوئی مطلب
''جہاں ہونا تھا نوکر ہو چکے تھے''

قرآن مجید

ارشادعرشی ملک

میرے مولا کرم کیا تو نے ہم کو قرآن دے دیا تو نے
ہم کے طالب تھے تیرے احساں کے ہم پہ احسان یہ کیا تو نے
ایک اک حرف معتبر تیرا ہر سطر میں رچی ہوئی خوشبو
اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو

زخمِ دل کے لئے یہ مرہم ہے یہ تری رحمتِ مجسم ہے
اس کو پڑھ کر کبھی میں جھوم اٹھوں اور کبھی آنکھ میری پر نم ہے
کاش الفاظ میں سمٹ آئیں میری پلکوں پہ کانپتے آنسو
اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو

دشمنوں پر بھی ہے عتاب اس میں دوستوں سے بھی ہے خطاب اس میں
عقل صدیوں سے جن پہ حیراں تھی ان سوالوں کا ہے جواب اس میں
جوں جوں کھلتی چلی گئیں آیات دل پہ ہوتا چلا گیا جادو
اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو

استعاروں میں گفتگو تیری اور اشاروں میں گفتگو تیری
تیرا ذوقِ نمو ہے دریا میں اور کناروں میں گفتگو تیری
دل جو رنگینیوں کا خواہاں تھا تجھ کو دیکھا تو ہو گیا سادھو

اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو

پردے غفلت کے پھاڑ دیتا ہے سارے جالے اتار دیتا ہے
میرے مولا کا اس میں وعدہ ہے ایک مانگو ہزار دیتا ہے
دل کہ سجدے کبھی بجا لایا اور کبھی جھک گیا بطرزِ رکوع
اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو

زندگی میں نیا نکھار آیا خواہشوں کو بڑا قرار آیا
آرزویں بدل گئیں عرشیؔ اور طبیعت میں اک وقار آیا
با ادب ہو گیا دلِ وحشی مدتوں جو رہا تھا بے قابو
اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آگ لگے

بے کار بہاریں دنیا کی جو دل کو مرے مہکا نہ سکیں
دل اور بھی اجڑا اجرا ہے اس فصلِ بہار کو آگ لگے
ہر نیکی میں ہے کھوٹ ملا ہر فعل ریاکاری سے بھرا
جو تول میں ہلکا ہو جائے ایسے انبار کو آگ لگے

حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات پر مشتمل قطعات

ارشاد عرشی ملک

کروں گا میں ذلیل اس کو جو چاہے گا تری ذلت

یہ نکتہ غور سے سن لے ہر اک اُمت ہر اک ملت
کرے گا جو مدد تیری رضا کی پائے گا خلعت
یہ وعدہ تا قیامت ہے مسیح موعودؑ سے رب کا
''کروں گا میں ذلیل اس کو جو چاہے گا تری ذلت''

....

مجھے ایسا مبارک کر مرے ہمراہ برکت ہو

خوشی ہو یا مصیبت ہو وہ عزت ہو کہ ذلت ہو
میں تجھ سے ہر گھڑی راضی رہوں دل کی یہ حالت ہو
دعا تو نے مسیحِؑ پاک کو یہ خود سکھائی تھی
''مجھے ایسا مبارک کر مرے ہمراہ برکت ہو''

....

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے

ملے گی تیرے ہی قدموں سے اب ہر قوم کو راحت

جو روحیں نیک ہیں ہو گی انہیں تیری طرف رغبت
بہت نز دیک ہیں وہ دن کہ سمجھو دوڑے آتے ہیں
''کہ ڈھونڈیں گے ترے کپڑوں سے جس دن بادشاہ برکت''

....

تری تبلیغ پہنچے گی زمیں کے سب کناروں تک

غریبوں تک امیروں تک پیادوں تک سواروں تک
محلاتِ شہنشاہی تلک اور بے سہاروں تک
ٹلیں گی کس طرح عرشیؔ خدا کے منہ کی باتیں ہیں
''تری تبلیغ پہنچے گی زمیں کے سب کناروں تک''

....

نہیں ضائع کیا جاتا کوئی موتی ترے جیسا

جو جیسا ہے نظر آتا ہے اس کو عکس بھی ویسا
ہے تیری شان کچھ دنیا نے سمجھا ہے تجھے کیسا
خدا ہی سب سے پہلا قدر داں ہے اپنے پیاروں کا
''نہیں ضائع کیا جاتا کوئی موتی ترے جیسا''

....

نبی میرے سدا غالب رہیں گے

خدا کے نور سے گوندھا گیا ہے
کہ پتلا ہے بظاہر خاک کا یہ
''نبی میرے سدا غالب رہیں گے''
نوشتہ ہے خدائے پاک کا یہ

....

اچانک آؤں گا فوجوں کے ہمراہ

کریں پوری وہ اپنے دل کی ہر چاہ
ملے گی بھاگنے کی کب انہیں راہ
یہ وعدہ جب ہوا پورا خدا کا
''اچانک آؤں گا فوجوں کے ہمراہ''

....

غلام احمد کی جے

جماعت کی ترقی شانِ رب ہے
مسیح کا بھیجنا احسانِ رب ہے
مقدر ہے بلندی ہی بلندی
''غلام احمد کی جے'' فرمانِ رب ہے

....

مکانوں کو وسیع کر لو

خدا کی تم جماعت ہو
رویوں کو صحیح کر لو
چلی آتی ہے اک دنیا
''مکانوں کو وسیع کر لو''

....

یاتونَ مِن کُلِ فجٍ عمیق

نہ تھا کوئی دشمن نہ کوئی شفیق
تھی بس ایک تنہائی اُس کی رفیق
اسی دورِ خلوت میں رب نے کہا
کہ ''یاتونَ مِن کُلِ فجٍ عمیق''

....

وہ ایمان کو جاکر ثریا سے بھی لے آتا

خدا کے ہاتھ سے جو شخص ہے قائم کیا جاتا
وہ ہے اللہ کی جانب سے روحانی غذا پاتا
یہی ارشاد فرمایا گیا ہے اس کے بارے میں
''کہ وہ ایمان کو جا کر ثریا سے بھی لے آتا''

....

قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے
بنا بنایا ٹوڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

پل میں باغ اجاڑے عرشی پل میں پھول کھلاوے
جان سکے نہ اس کی رمزیں سر کو کون کھپاوے
''قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے
بنا بنایا ٹوڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے''

....

اگر تم گن سکو بارش کے قطرے
تو پھر احساں ہمارے گن سکو گے

فلک کے تم نہ تارے گن سکو گے
نہ گل گلشن کے سارے گن سکو گے

''اگر تم گن سکو بارش کے قطرے
تو پھر احساں ہمارے گن سکو گے''

....

چل رہی ہے نسیم رحمت کی
جو دعا کیجئے قبول ہے آج

فضل و احسان کا نزول ہے آج
سارا شکوہ گلہ فضول ہے آج
''چل رہی ہے نسیم رحمت کی
جو دعا کیجئے قبول ہے آج''

....

عشقِ الٰہی منہ پر وسّے ولیاں ایہی نشانی

مرن توں پہلاں مر جا عرشی ایہو اے زندگانی
راہ عشق دی بڑی اوّلی پتہ ہویا پانی
لکھنا اے تے دل تے لکھ لو مصرع اے ربانی
''عشقِ الٰہی منہ پر وسّے ولیاں ایہی نشانی''

....

جے توں میرا ہو رہویں۔۔۔

جے قرب مرے دی چاہ ہووے تے دل نوں مل مل دھو
چھڈ رونق میلے مستیاں کدی کلیاں بہہ کے رو
ترے سِر توں سب کجھ وار دیاں دنیا دا بُوہا ڈھو
''جے توں میرا ہو رہویں سب جگ تیرا ہو''

....

مولا بس

میرے قلب و نظر میں آجکل رہتا ہے'' مولا بس''
سمندر ہر طرف توحید کا بہتا ہے ''مولا بس''
میں پوچھوں ہوں دلِ مضطر سے تیری آرزو کیا ہے
بہت سرشار ہو ہو کر وہ کہتا ہے کہ ''مولا بس''

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خیر تیری دید کی پاؤں تو ہو جاؤں امیر
میں فقیر ابنِ فقیر ابنِ فقیر ابنِ فقیر

اپنے نبیوں پہ ہنسا کرتے ہیں دنیا والے

ارشاد عرشی ملک

یہی دستورِ زمانہ ہے ازل سے جاری
بے حسی حضرتِ انساں پہ رہی ہے طاری
جس کی اِک ضرب سے ہو جائیں شکستہ قومیں
اپنے ہاتھوں سے اٹھاتے ہیں وہ پتھر بھاری

ہائے کیا ظلم کیا کرتے ہیں دنیا والے
اپنے نبیوں پہ ہنسا کرتے ہیں دنیا والے

کود کر حق کے مقابل پہ یہ آنے والے
شیر کے منہ میں یہ گردن کو پھنسانے والے
سادہ لوحی ہے یہ ان کی کہ حماقت ان کی
منہ کی پھونکوں سے یہ سورج کو بجھانے والے

جانے کس زعم میں کیا کرتے ہیں دنیا والے
اپنے نبیوں پہ ہنسا کرتے ہیں دنیا والے

حضرتِ نوحؑ کی کشتی پہ ہنسا کرتے تھے
ساتھ شیطان کا بڑھ چڑھ کے دیا کرتے تھے
ربِ اعلیٰ سے لڑاتے ہیں یہ گویا پنجہ
اب بھی وہ کرتے ہیں پہلے جو کیا کرتے تھے

کفر پر یونہی اَڑا کرتے ہیں دنیا والے
اپنے نبیوں پہ ہنسا کرتے ہیں دنیا والے

تم نے گُر طیش دلانے کا اگر سیکھا ہے
حوصلہ صبر کا ہم نے بھی مگر سیکھا ہے
ظلم کرنے میں بہت طاق ہے ظالم عرشی
اپنے اجداد سے گویا یہ ہنر سیکھا ہے

ناز اس فن پہ کیا کرتے ہیں دنیا والے
اپنے نبیوں پہ ہنسا کرتے ہیں دنیا والے

اپنے اجداد کا انجام بھلاتے کیوں ہو
خواہ مخواہ شہر میں طوفان اٹھاتے کیوں ہو
قہر اللہ کا تم کو نہ پکڑ لے جلدی
ہم غریبوں کو بلا وجہ ستاتے کیوں ہو

خود ہی مشکل میں پڑا کرتے ہیں دنیا والے
اپنے نبیوں پہ ہنسا کرتے ہیں دنیا والے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دیکھ لو اک صدی سے ہم چُپ ہیں

ارشاد عرشی ملک اسلام آباد پاکستان

خوف تم کو نہیں ذرا لوگو ، دیکھ لو اک صدی سے ہم چپ ہیں
اپنی چپ بھی ہے اک صدا لوگو ، دیکھ لو اک صدی سے ہم چپ ہیں

پانچ پشتوں سے جی رہے ہیں ہم ، نفرتوں کی سیاہ راتوں میں
یہ ہے نسلوں کا معاملہ لوگو ، دیکھ لو اک صدی سے ہم چپ ہیں

ظلم کی جس قدر بھی طاقت تھی ، سب کی سب آزما چکے ہو تم
اپنا قائم ہے حوصلہ لوگو ، دیکھ لو اک صدی سے ہم چپ ہیں

دشمنی کو جفا کو نفرت کو آخری حد پہ لے گئے ہو تم
حشر تم نے کیا بپا لوگو ، دیکھ لو اک صدی سے ہم چپ ہیں

ہتھکڑی بیڑیوں سے کیا ڈرنا، سب کے سب عاشقوں کے زیور ہیں
ہم سے مقتل بھی سج گیا لوگو ، دیکھ لو اک صدی سے ہم چپ ہیں

یہ شہیدوں کے خون کی لالی ، یہ تو اپنا سنگھار ہے پیارو
عشق ہوتا ہے سر پھرا لوگو ، دیکھ لو اک صدی سے ہم چپ ہیں

کلمہ گووَں پہ ظلم یہ بھاری ، وہ مروت حیا رواداری
تم نے سب کچھ بھلا دیا لوگو ، دیکھ لو اک صدی سے ہم چپ ہیں

تیوروں سے ،زباں سے ،ہاتھوں سے،تم نے ہم کو بہت ستایا ہے
ہم نے برسوں سہی سزا لوگو ، دیکھ لو اک صدی سے ہم چپ ہیں

ایسے جور و جفا سے کب لوگو ، قافلے عاشقوں کے رکتے ہیں
جوش کچھ اور بڑھ گیا لوگو ، دیکھ لو اک صدی سے ہم چپ ہیں

گر نہ کہتے سلام مہدیؑ کو ، تم بتاؤ ہم اور کیا کرتے
تھا یہ فرمان مصطفےٰ ﷺ لوگو ، دیکھ لو اک صدی سے ہم چپ ہیں

ہم پہ فضل خدا رہا ہر دم ، منزلیں خود ہی آ ملیں ہم سے
گر چہ ہم تھے شکستہ پا لوگو ، دیکھ لو اک صدی سے ہم چپ ہیں

ظلم کرنے پہ تم جب آتے ہو ، سب حدوں کو پھلانگ جاتے ہو
اپنا ہتھیار ہے دعا لوگو ، دیکھ لو اک صدی سے ہم چپ ہیں

زور سارا لگا لیا تم نے ، تا ہمارا نشان مٹ جائے
ہو گئے ہم کئی گنا لوگو ، دیکھ لو اک صدی سے ہم چپ ہیں

کس لئے ہم کو تنگ کرتے ہو ، تم تو مولا سے جنگ کرتے ہو
ہم میں وہ یار ہے چھپا لوگو ، دیکھ لو اک صدی سے ہم چپ ہیں

زخم سہنے میں ایک لذت ہے ، اس کو تم چیرہ دست کیا جانو
ہم نے چکھا ہے یہ مزہ لوگو ، دیکھ لو اک صدی سے ہم چپ ہیں

تم نے اُنیس سو چوہتر میں نفرتوں کی جو آگ بھڑکائی

اب وہ شعلے ہیں جا بجا لوگو ، دیکھ لو اک صدی سے ہم چپ ہیں

تم ہو نشے میں چور طاقت کے ، جی میں جو آئے آج کر گذرو
ہم بھی ہیں دل کے بادشاہ لوگو ، دیکھ لو اک صدی سے ہم چپ ہیں

ہم محمد ﷺ کی خاک پا لوگو ، اس کے در کے ہیں ہم گدا لوگو
ہم نے یہ بارہا کہا لوگو ، دیکھ لو اک صدی سے ہم چپ ہیں

آج وطن عزیز میں عؔرشی زیست مہنگی ہے موت سستی ہے
ہر طرف ایک کربلا لوگو ، دیکھ لو اک صدی سے ہم چپ ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دیگ چڑھائیں قبریں پوجیں عقل کے سارے ہیٹے
مر کر رزقِ خاک ہوئے جو ان سے مانگیں بیٹے

ایک صدی سے اُوپر ہے

ارشادعرشی ملک اسلام آباد پاکستان

عشق میں جب سے دل کو ہارا ایک صدی سے اُوپر ہے
اپنے رب پر ناز ہمارا ایک صدی سے اُوپر ہے

دُکھ کا جو بھی وقت گذارا ایک صدی سے اُوپر ہے
پل پل ہم نے تجھ کو پکارا ایک صدی سے اُوپر ہے

نامِ خدا ہے اپنی طاقت نامِ محمدؐ اپنی دولت
اپنے رب پر ناز ہمارا ایک صدی سے اُوپر ہے

طنز و تمسخر جور و ستم ہم سہتے آئے برسوں سے
ہم نے سب کچھ کیا گوارا ایک صدی سے اُوپر ہے

گھر جلوائے ماریں کھائیں بے وطنی کے صدمے جھیلے
عشق کا یہ بھر پور نظارہ ایک صدی سے اُوپر ہے

ظلم و جفا میں تازہ دم تم عشق و وفا میں تازہ دم ہم
جھگڑا یہ اپنا تمہارا ایک صدی سے اُوپر ہے

لاکھوں سے اب بڑھ کر عرشی شامل ہوئے کروڑوں میں
اپنی جیت کا یہ لشکارا ایک صدی سے اُوپر ہے

ہم کو پانی ملے

(ایک دفعہ پاکستان میں کافی عرصہ بارشیں نہیں ہوئیں اور قحط کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔تب یہ دعائیہ اشعار لکھے گئے)

ارشادعرشی ملک

خالقِ دو جہاں رازقِ دو جہاں
خشک بنجر ہوئے شہر اور وادیاں
منہ اٹھائے ہوئے جانبِ آسماں
تیری شفقت کے طالب ہوئے بے زباں

تیری رحمت ملے مہربانی ملے
ہم کو پانی ملے ہم کو پانی ملے

اپنے اعمال سے خفگیاں مول لیں
اپنے جیون میں کڑواہٹیں گھول لیں
جھوٹ کے بھاؤ سچائیاں تول لیں
آج کل تیرا غصہ ہے ہم پر عیاں

اب تری رحمتِ جاودانی ملے
ہم کو پانی ملے ہم کو پانی ملے

اپنے ہاتھوں کیا ہم نے اپنا زیاں
جرم ہم نے کیئے ہیں عیاں اور نہاں

اعترافِ گنہ کر رہی ہے زباں
آنکھ بھر آئی لب پر ہے آہ و فغاں

بد گمانوں کو اب خوش گمانی ملے
ہم کو پانی ملے ہم کو پانی ملے

خشک سالی کی سوکھی فضا ٹال دے
قحط کی میرے پیارے بلا ٹال دے
ہم ہیں مجرم مگر تو سزا ٹال دے
تیرا در چھوڑ کر بول جائیں کہاں

نار گلزار کر رُت سہانی ملے
ہم کو پانی ملے ہم کو پانی ملے

ہم سے ناراض اب اپنا رب ہو گیا
کیسے کہدیں یونہی بے سبب ہو گیا
کچھ نہ کچھ ہم سے الٹا کسب ہو گیا
جانے کس سمت کو اڑ گیں بدلیاں

اے خدا بارشوں کی روانی ملے
ہم کو پانی ملے ہم کو پانی ملے

آگ برسائے گا کب تلک آسماں
جب تلک منہ سے نکلی رہے گی زباں
کب تلک موت کھینچے رہے گی کماں

اڑ گئے سارے پنچھی پکھیرو کہاں

تیرے فضلوں کی کوئی نشانی ملے
ہم کو پانی ملے ہم کو پانی ملے

آؤ شب بھر کریں اعترافِ خطا
آؤ چاہیں ہم اپنے خدا کی رضا
آؤ رو رو کے سجدوں میں مانگیں دعا
دوستو اپنا رب ہے بہت مہرباں

اس سا کوئی نہ اور نہ ثانی ملے
ہم کو پانی ملے ہم کو پانی ملے

کھول دو دوستوں اپنے بٹوؤں کے لب
اپنے کچھ ہم وطن ہو گئے جاں بلب
ان کے دکھ بانٹ لو گے تو خوش ہو گا رب
لہلہائیں گی کھیتوں میں پھر بالیاں

گل کھلیں ندّیوں کی روانی ملے
ہم کو پانی ملے ہم کو پانی ملے

آؤ مل جُل کے ہم ان کے دکھ بانٹ لیں
صبر سے مشکلوں کے یہ دن کاٹ لیں
آخرت کے لئے نیکیاں چھانٹ لیں
مہربانی سے ہوتا ہے رب مہرباں

غیب سے رحمتِ آسمانی ملے
ہم کو پانی ملے ہم کو پانی ملے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درود شریف

بھیج اے خدا درود محمد ﷺ پہ بے شمار
اور اس کے ساتھ آلِ محمد ﷺ پہ بے شمار
جیسے درود بھیجا براہیمؑ کے لئے
اور اس کے ساتھ آلِ براہیمؑ کے لئے
حمد و ثناء تجھی کو تری شان ہے بلند

....

برکات یونہی بھیج محمد ﷺ پہ بے شمار
اور اس کے ساتھ آلِ محمد ﷺ پہ بے شمار
برکات جیسے بھیجیں براہیمؑ کے لئے
اور اس کے ساتھ آلِ براہیمؑ کے لئے
حمد وثناء تجھی کو تری شان ہے بلند

اے وطن سے خفا خفا لوگو۔۔۔۔

ارشاد عرشی ملک اسلام آباد پاکستان
arshimalik50@hotmail.com

محفلِ شب کے ہم نوا لوگو ، میرے بے مایہ بے بہا لوگو
میری مٹی کے باصدا لوگو ، سوچتی ہوں کہوں میں کیا لوگو
وہ جو ہے اس سے ما سوا لوگو
اے وطن سے خفا خفا لوگو

....

وہ جو جذبوں سے جاں کا رشتہ تھا، یا مکین و مکاں کا رشتہ تھا
سر کا اور سائباں کا رشتہ تھا ، اپنی مٹی سے ماں کا رشتہ تھا
اب وہ رشتہ کہاں رہا لوگو
اے وطن سے خفا خفا لوگو

....

فکر ہے ہم کو کاروباروں کی ، کارخانوں کی حصہ داروں کی
ڈالروں کوٹھیوں کی کاروں کی ، اپنے گیٹوں پہ چوب داروں کی
لُٹ گیا جو بھی گھر میں تھا لوگو
اے وطن سے خفا خفا لوگو

....

ہم اماں ڈھونڈتے ہیں ویزوں میں ، پیپسیوں برگروں میں پیزوں میں
سوٹ کی بے شکن کریزوں میں ، اور قسطوں کی مرسڈیزوں میں
ہے یہی اپنی انتہا لوگو
اے وطن سے خفا خفا لوگو

....

کون پوچھے گا ذمہ داروں سے ، خالی لفظوں بھرے غباروں سے

افسروں کی سجی قطاروں سے ، اور کچھ ہم سے نا شماروں سے

کیا ہوا اپنا مدعا لوگو

اے وطن سے خفا خفا لوگو

....

تُم اگر غور سے سُنو تو کہیں ، مرہمِ دل اُدھار دو تو کہیں

آنسوؤں سے وضو کرو تو کہیں ، اپنے ماتھوں کو ٹیک دو تو کہیں

کون ہے ہم میں بے خطا لوگو؟

اے وطن سے خفا خفا لوگو

....

گر چہ کی ہے ہر اک خطا ہم نے، ڈال دی اس پہ ہر بلا ہم نے

اس کو کچھ بھی نہیں دیا ہم نے، اس سے پھر بھی سنی دعا ہم نے

مائیں کرتی نہیں گلِا لوگو

اے وطن سے خفا خفا لوگو

....

دوستوں سے بھری ہوئی گلیاں ، اولیں عشق کی امیں گلیاں

دل میں جذبوں کی ادھ کھلی کلیاں،کتنی بیلیں اُگی ہوئی ہیں یہاں

ان کو ہرگز نہ کاٹنا لوگو

اے وطن سے خفا خفا لوگو

....

دِل ہے اپنا یہ ،اپنی جان ہے یہ ، اپنی پہچان اپنا مان ہے یہ

بے نشاں ہم ہیں اور نشان ہے یہ ، زندگی گیت ہے تو تان ہے یہ

اِک یہی سُر ہے مد بھرا لوگو

اے وطن سے خفا خفا لوگو

....

ہم کہ ممتا کا کاروبار کریں ، اس کو بزنس میں بے وقار کریں
لاکروں میں چھپا کے پار کریں، کیوں اس آنچل کو تارتار کریں
ماں کا رہنے دو سر ڈھکا لوگو
اے وطن سے خفا خفا لوگو

....

خدائی آپ کی

ہر گھڑی ڈستی ہے اس دل کو جدائی آپ کی
کاش ہو جائے کبھی تو رونمائی آپ کی
بندہِ مجبور ہوں میں میرے بس میں کچھ نہیں
آپ رب العالمیں ہیں سب خدائی آپ کی

اے دنیا پرے پرے

ارشادعرشی ملک

آنا نہ میرے پاس اے دنیا پرے پرے
میں اور تیرے عشق کا سودا پرے پرے

یہ عمر اور یہ حسن کا دعویٰ پرے پرے
قبل از مسیح کی بوڑھی حسینہ پرے پرے

ہو جا دفعان جا مری نظروں سے دور ہو
تجھ کو مرے نبیﷺ نے کہا تھا پرے پرے

ہر اِک ولی کے پاس بہانے سے تُو گئی
تجھ کو کسی نے گھر میں نہ رکھا پرے پرے

نبیوں میں بھی بہت تری شہرت خراب ہے
ولیوں میں بھی بہت ہے تو رسوا پرے پرے

ہر اک نبی ولی نے یہ دھتکار کر کہا
ہش ہش مرے قریب نہ آنا پرے پرے

بلعم باعور سچ ہے بڑا بد نصیب تھا
چاؤ سے تیری سمت جھکا تھا پرے پرے

ایمان لے گیا ہے سلامت جہان سے
تجھ سے نہ جس نے رابطہ رکھا پرے پرے

جا جا فریب دے تو کسی بے شعور کو
ہے میرے پاس دیدہِ بینا پرے پرے

مجھ کو نہ روک میں تو کسی اور دھن میں ہوں
تجھ سے مرا الگ ہے رستہ پرے پرے

جو تیرے ساتھ ساتھ قدم دو قدم چلا
منزل پہ پھر کبھی نہ وہ پہنچا پرے پرے

چاہا ہے جس کسی نے ترے نین نقش کو
نقشہ اسی کا تو نے بگاڑا پرے پرے

ہے خوب با خبر ترے مکر و فریب سے
جس نے قریب سے تجھے دیکھا پرے پرے

نادان عابدوں کے دلوں سے لپٹ گیا
تو اور تیرا ریشمی سایہ پرے پرے

خود کو سمجھ رہے ہیں موّحد بہت سے لوگ
کرتے ہیں بے دھڑک تری پوجا پرے پرے

ہر شخص تیری زلف کا کامل اسیر ہے
اتنا گمان بھی نہیں اچھا پرے پرے

ہاں مجھ سے توڑ ڈال ہر اک رشتۂ وفا
تجھ سے کوئی گلا ہے نہ شکوہ پرے پرے

دانا تو بل میں سانپ کے ڈالے نہ ہاتھ کو
نادان کو ہے تیری تمنا پرے پرے

میں جانتی ہوں سب تری عشوہ طرازیاں
تجھ سے بڑا نہیں کوئی فتنہ پرے پرے

پھر روئے گی جو میں نے سنائیں کھری کھری
آئندہ میرے منہ نہیں لگنا پرے پرے

اِک آن میں تو ہوش و خرد اس کے لے اڑی
جس نے بھی چاہ سے تجھے دیکھا پرے پرے

جو جال میں پھنسا ترے پھر نہ نکل سکا
مہلک ہے تیرے عشق کا نشہ پرے پرے

یہ تیری آن بان سبھی جاہلوں میں ہے
ان میں ہے تیرے حُسن کا چرچا پرے پرے

باطن کو تو چھپائے جو مثلِ سنڈاس ہے

ظاہر کو تو نے خوب سنوارا پرے پرے
تُو رجس ہے سو رجس سے لازم ہے احتیاط
اس واسطے میں کہتی ہوں بچنا پرے پرے

سنتے رہے ہیں ہم بھی بڑے حوصلے کے ساتھ
اس نازنیں کے حسن کا شہرہ پرے پرے

بازار ہے یہ اس سے فقط زادِ راہ لو
دیکھو نہ ڈالنا یہاں ڈیرہ پرے پرے

یک دم خدائے پاک کی نظروں سے گر گیا
جس نے بھی اس کو پیار سے دیکھا پرے پرے

شیطان کی بہن ہے یہ ابلیس کی کزن
اس سے کوئی بھی جیت نہ پایا پرے پرے

بہتوں کو اس چڑیل نے سالم نگل لیا
بہتوں کو پیچ باچ کے کھایا پرے پرے

مُردار چوہیا ہے ذرا بچ کے اہلِ دل
چمٹے سے بچ بچا کے پکڑنا پرے پرے

ہر بات دوستوں تمہیں ہم کھل کے کہہ چکے
اس معاملے سے اب ہمیں رکھنا پرے پرے

دریا میں ہوں میں اور مگر مچھ سے بیر ہے
رہنا اسی میں پھر اسے کہنا پرے پرے

اللہ واسطے کی اسے مجھ سے دشمنی
سب راز اس کا میں نے جو کھولا پرے پرے

قربان جاؤں اپنے میں ربِ کریم کے
جس نے کہ اس خبیث سے رکھا پرے پرے

سچ تو یہ ہے کہ جس نے بنایا ہے خود اسے
اُس نے بھی اس کو نیک نہ جانا پرے پرے

بس احتیاط یہ ہے کہ دل پر رہے نظر
ورنہ بُرا نہیں یہ تماشا پرے پرے

عینک خدا کے خوف کی پہلے لگاؤ تم
پھر شوق سے کرو یہ نظارہ پرے پرے

صد حیف کتنے سادہ دلوں کو لبھا گیا
ناز و ادا سے اس کا وہ تکنا پرے پرے

عرشؔی کو ہے خبر ترے ہر داؤ پیچ کی
جا کر کسی کو اور بنانا پرے پرے

یہ دنیا یہ ظالم دغا باز دنیا

ارشادعرشی ملک

یونہی سی کوئی شے نہیں مانگتی ہے
یہ بد بخت دنیا تو دیں مانگتی ہے

بڑا بیش قیمت نگیں مانگتی ہے
مرا رب پہ اندھا یقیں مانگتی ہے

اِسے ملتفت ہو کے تکنا غضب ہے
مرا زہدِ خلوت نشیں مانگتی ہے

یہ دنیا یہ ظالم دغا باز دنیا
لگاتی ہے لارے یقیں مانگتی ہے

بہت ناز ہے اپنے جوبن پہ اس کو
مرا دین یہ نازنیں مانگتی ہے

یہ قبل از مسیح کی پرانی حسینہ
قبا شوخ اور آتشیں مانگتی ہے

مجھے دے رہی ہے بصارت کا لالچ
بصیرت یہ خندہ جبیں مانگتی ہے

خوشی کا مجھے جھوٹا لارا لگا کر
مری جانِ اندوہگیں مانگتی ہے

مجھے کھوکھلے قہقہے ہے سناتی
مگر میرا قلبِ حزیں مانگتی ہے

بڑے ناز نخروں سے شیطاں کی خالہ
سبھی پونجیِ مومنیں مانگتی ہے

نہیں اس کو انکار سننے کی عادت
بڑے رعب سے مہ جبیں مانگتی ہے

مجھے کچے پکے سہارے دکھا کر
مرا عزم میرا یقیں مانگتی ہے

مرے جیب و دامن پہ اس کی نظر ہے
یہ مجھ سے مری آستیں مانگتی ہے

میں کیا اس بھکارن سے رکھوں تعلق
جہاں دیکھتی ہے وہیں مانگتی ہے

کبھی مسکرا کر تقاضا ہے کرتی
کبھی ہو کے یہ چیں بچیں مانگتی ہے

نہیں ہے اسے آخرت کا بھروسہ

یہ جو مانگتی ہے یہیں مانگتی ہے

میں کیا کیا کہوں اس کے لالچ کے قصے
میں کیا کیا گنوں جو نہیں مانگتی ہے

بہت اس سے اعراض کرتی ہوں عرشی
بہت ہو کے یہ خشمگیں مانگتی ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حمد

لگا سکتا نہیں ہے تیرا اندازہ فہم کوئی
شبیہ تیری بنا سکتا نہیں پیارے وہم کوئی
ورق پر آڑے ترچھے حرف لکھ دیتی ہوں میں عرشی
تری تعریف کر سکتا نہیں ہرگز قلم کوئی

دل کی بات بتاؤ تو

ارشادعرشی ملک اسلام آباد

arshimalik50@hotmail.com

بُخل و حرص بھری دنیا میں تنہا جینا کیسا ہے
امرت رس کو چھوڑ کے زہر پیالہ پینا کیسا ہے
نابیناؤں کی بستی میں دیدہِ بینا کیسا ہے
ٹوٹی سوئی سے تاریکی میں دامن سینا کیسا ہے

کچھ تو عرشی بات کرو کچھ ہم کو بھی سمجھاؤ تو
چھوڑو بھی یہ رسمی باتیں دل کی بات بتاؤ تو

اندر باہر برکھا رُت ساون کا مہینہ کیسا ہے
دل میں درد ہے آنکھ میں آنسو اپنا خزینہ کیسا ہے
بے کل کر کے نظریں پھیریں ،واہ قرینہ کیسا ہے
عرشی جی اس جاڑے میں ماتھے پہ پسینہ کیسا ہے

تیکھے تیکھے فقروں سے تم دل میں آگ لگاؤ تو
چھوڑو بھی یہ رسمی باتیں دل کی بات بتاؤ تو
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کچھ تو کہو

(تنویر مجتبٰے صاحب کے بیٹے منور مجتبٰے (نومی) کی امریکہ میں اچانک حادثاتی موت پر اس کی والدہ خالدہ تنویر صاحبہ کے جذبات تحریر کرنے کی کوشش کی ہے۔ گویا کہ خالدہ تنویر اپنے بیٹے نومی سے مخاطب ہیں)

ارشادعرشی ملک

تم جہاں جا کے بس گئے نومی وہ ہے کیسا دیار کچھ تو کہو
لوگ کیسے ہیں شہر کیسا ہے کیسے لیل و نہار کچھ تو کہو

میری آنکھوں کی روشنی تھے تم میرے آنگن کی چاندنی تھے تم
اِک اندھیرا سا چھا گیا ہر سو دل ہے تاریک و تار کچھ تو کہو

اپنے بستر پہ لیٹتی ہوں میں ایک امید اک تمنا میں
خواب میں دو گھڑی کو آجاؤ ہے بہت انتظار کچھ تو کہو

یاد کرتی ہے تجھ کو منصورہ تیری دادی اداس رہتی ہے
باپ کی جان تجھ پہ صدقے ہو ماں کی ممتا نثار کچھ تو کہو

ایسا لگتا ہے تم نئے گھر میں جا کے مصروف ہو بہت نومی
کمپیوٹر پہ رابطہ کوئی ، فون کوئی نہ تار کچھ تو کہو

میں تو پہلے ہی تیری دوری سے خود کو مانوس کر نہ پائی تھی

اور اب مستقل جدائی کا کیسے جھیلوں یہ وار کچھ تو کہو

میں بظاہر خموش ہوں نومی ہر گھڑی دل میں تجھ سے باتیں ہیں
مجھ کو کچھ تو جواب دو پیارے میرے کوہِ وقار کچھ تو کہو

اپنے غم کے چھپائے رکھتی ہوں میں تو منہ سے بھی کچھ نہیں کہتی
پھر بھی آنکھوں سے جھانک لیتی ہیں حسرتیں بے شمار کچھ تو کہو

دور یوں تو بہت تھا امریکہ پر تھی اک آس مل تو سکتے ہیں
ہائے دنیا کی سرحدوں کو بھی کر لیا تم نے پار کچھ تو کہو

کیسے بہلاؤں اپنا دل پیارے میں بھری محفلوں میں تنہا ہوں
یوں تو دنیا میں دل لگانے کے راستے ہیں ہزار کچھ تو کہو

تیرے بن ٹھیک سے مجھے نومی کچھ دکھائی بھی اب نہیں دیتا
میری آنکھوں میں دھند سی ہے یا شہر ہے پُر غبار کچھ تو کہو
یاد کرتے ہیں ہر گھڑی تجھ کو اور چھپ چھپ کے مجھ سے روتے ہیں
وہ ترے بھائی وہ کزن تیرے ، تیرے بچپن کے یار کچھ تو کہو

کوئی جاتا ہے اس طرح بیٹے چھوڑ کر پیار کرنے والوں کو
پھر سے ملنے کا نہ کوئی وعدہ اور نہ قول و قرار کچھ تو کہو

نہ لیا پیار نہ گلے سے لگے دفعتاً اٹھ کے چل دئے نومی
کیوں اجاڑا ہے شہرِ دل میرا اے مرے شہر یار کچھ تو کہو

ہم کو پیارے تھے تم بہت بیٹا ہم سے بڑھ کر کسی کو پیارے تھے
جس سے ملنے کو چل دیئے نومی اس کا زیادہ تھا پیار کچھ تو کہو

تجھ کو کچھ مہرباں فرشتوں نے اپنی بانہوں میں بھر لیا ہو گا
شور ہو گا کہ دیکھو آیا ہے ماں کا خدمت گذار کچھ تو کہو

میں تو ہر حال میں مرے مولا آپ ہی کی رضا میں راضی ہوں
مجھ سے اپنی رضا کے بارے میں میرے پروردگار کچھ تو کہو

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆